وَاِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ

اور بے شک آپ اخلاقِ (حسنہ) کے اعلیٰ پیمانہ پر ہیں،

غلط کہتے ہیں پھیلا دین احمد تیغ و خنجر سے
ہوا مقبول عام اسلام اخلاقِ پیمبر سے

سلسلہ مطبوعات اسلامی ادارۃ التحائف الاسلامیہ "گتہ فیکٹری راہوالی ضلع گوجرانوالہ

۴

تحفۂ اخلاق

حصہ اوّل

یعنی تحفۂ جنت

مؤلفہ:-

احقر العباد محمد عبد الحفیظ عفی عنہ،

ولد

خان احمد خان مرحوم عرف شیخ خان صاحب موضع بشید تحصیل نوشہرہ ضلع پشاور

حال

خطیب جامع مسجد گتہ فیکٹری، راہوالی،

ضلع گوجرانوالہ

یکم مئی ۱۹۶۳ء مطابق ۷ ذی الحجہ ۱۳۸۲ھ بروز چہار شنبہ

(...پریس لاہور)

٦

تحفۂ اخلاق پر تقریظ

احقر نے یہ کتاب مسمّٰی بہ "تحفۂ اخلاق" جناب رئیس المفسرین عمدۃ العلماء المتاخرین، علامۃ الزمان، حافظ القرآن حضرت مولانا ابو عبید اللہ قاضی شمس الدین صاحب سابق مدرس دار العلوم دیوبند حال گوجرانوالہ کی خدمت بابرکت میں نظرِ مہربانی فرمانے کے لئے پیش کی۔ مولانا موصوف نے کمال شفقت سے پوری کتاب مطالعہ فرمائی۔ اور کتاب کی جامعیت و افادیت کے بارہ میں اپنی رائے عالی کا ان جامع الفاظ میں اظہار فرمایا

احقر نے کتاب "تحفۂ اخلاق" مصنفہ مولانا محمد عبد الحفیظ خطیب جامع مسجد گتّہ فیکٹری (راہوالی ضلع گوجرانوالہ) کا مطالعہ کیا۔ کتاب کیا ہے۔ بلا مبالغہ ایک موتیوں کا ہار اور پند و نصائح کا انبار ہے۔ اور پڑھنے والا جب اس پر عمل کرے تو اس کیلئے دونوں جہان کا زیور ہے۔"

احقر شمس الدین عفی عنہ۔ سابق مدرس دار العلوم دیوبند، حال مدرس جامعہ صدیقیہ گوجرانوالہ محلہ مجاہد پورہ۔
یکم رمضان ۱۳۸۳ھ

اظہارِ تشکر

اس موقع پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ چند الفاظ تشکر کے طور پر ہمارے کرم فرما جناب چوہدری پیر محمد صاحب [illegible] گن فیکٹری راہوالی ضلع گوجرانوالہ کے [illegible] ہیں جنہوں نے اس کتاب تحفۂ خلائق کی اشاعت میں پورا حصہ لیا، اور زر کثیر صرف کر کے اس کو طبع کرایا۔ ایسے [illegible] زمانہ میں جب کہ دین سے نہایت بے اعتنائی برتی جاتی ہے، کچھ لوگ دین کی خدمت اپنا فریضہ سمجھتے ہیں اور بعض سعادت مند حضرات اشاعت دین میں دوسروں سے سبقت کر جاتے ہیں۔ ان میں سے ایک ہمارے محترم جناب چوہدری صاحب موصوف بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں یہ بات جاگزین فرمائی کہ کتاب مذکورہ کو مفاد عامہ کی خاطر چھپوا کر ہر خاص و عام کو اس سے مستفید فرمائیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس دینی و ملی خدمت کا اجر عطا فرمائے۔ اور دارین کی خوشیاں نصیب فرمائے۔ آمین۔

فقط

احقر العباد محمد عبد الحفیظ عفی عنہ

خطیب جامع مسجد۔ گن فیکٹری راہوالی

ختم کتاب ہذا ۱۴ر جولائی ۱۹۶۲ء مطابق ۱۱ر صفر ۱۳۸۲ھ روز ہفتہ دوپہر ۱۲ بجے محمد عبدالحفیظ حقی

ادارہ تحفۃ الدعوت اسلامیہ مکتبہ حفیظیہ پیراہووالی گنج قلعہ کیمری گوجرانوالہ کی تصنیفات

(۱) فضائل القرآن مسمّٰی بہ تحفۃ الرحمٰن حصہ دوم یہ کتاب عنقریب چھپنے والی ہے (۲) دربارِ رسالت کے چالیس نادر تحفے۔ اس میں چالیس احادیث ہیں (۳) اسمِ اعظم (۴) آئینہ اخلاق (۵) تحفہ درود و سلام معہ زیارت خیر الانام (۶) فضائل رمضان (۷) اخلاق محمدی یہ کتاب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق پر لکھی گئی ہے (۸) قرآنی مقبول دعائیں۔ اس کتاب میں قرآنی دعاؤں کا بیان ہے (۹) فضائل نماز (۱۰) تحفۂ ذکر (۱۱) قراءِ سبعہ (۱۲) مفتاح القرآن فی لغات القرآن (۱۳) تحفۂ جنت (۱۴) صلوٰۃ التسبیح (۱۵) احسن الافکار (۱۶) فرمانِ رسول (۱۷) جنت کی بشارت۔

دیباچہ

جس قدر دینی کتابیں کسی بھی مذہب ملت کی دیکھی جائینگی ان سب کا اصلی مقصد و مدعا تہذیب اخلاق نظر آئیگا اخلاق درست ہو جائیں تو عقائد درست ہو سکتے ہیں اور دنیوی و اخروی صلاح و فلاح کا انحصار عقائد کی درستی پر موقوف ہے اگر اخلاق عادات درست نہ ہوں تو دین دنیا دونوں درست نہیں ہو سکتے اسلام میں اخلاق کو بہت ہی زیادہ اہمیت حاصل ہے حضور فرماتے ہیں:- بعثت لاتمم حسن الاخلاق میں تو حسن اخلاق کی تکمیل کیلئے بھیجا گیا ہوں آپ نے اسوۂ حسنہ سے قولاً و فعلاً اس مقصد کو کامل و مکمل کر دیا۔

(اخلاق جمع ہے خلق کی اور خلق کہتے ہیں عادت کو، عادت نیک ہو یا بری سب کا اخلاق ہوتا ہے لیکن نیک عادت کو "حسن خلق" اور بری عادت کو "سوء خلق" کہتے ہیں اولاً محمود و مطلوب اور ثانیاً مذموم و مردود ہے جس طرح آئینہ کے دو رخ ہیں نیک اور بد، نیک اخلاق کی بدولت انسان آدمی کہلائے جانے کا مستحق ہوتا ہے اور بد اخلاق کی وجہ سے انسان آدمی کہلائے جانے کا مستحق نہیں ہوتا) ان ہی دونوں خصائل کی بدولت ہم نے اس کتاب کو دو حصوں میں منقسم کیا ہے پہلے حصہ میں وہ نیک عادات بیان ہوئے ہیں جنکی بدولت انسان جنت کی لازوال سلطنت کا مالک بنجاتا ہے اور یہ حصہ گلدستۂ جنت کے نام سے موسوم کئے جانیکا مستحق ہے اور دوسرے حصہ میں ان بد عادات کا بیان ہے جنکی وجہ سے انسان نارِ جہنم کا مستحق ٹھہرتا ہے اور یہ حصہ خانۂ دوزخ کے نام سے موسوم کئے جانیکا سزاوار ہے! اللہ تعالیٰ ہم سب کو حصہ اول پر عمل کرنیکی توفیق عطا فرمائے اور دوم کے ترک کرنے کی طاقت نصیب فرمائے۔

ابو الحسن محمد عبد الحفیظ عفی عنہ (ولد) خان احمد خان مرحوم قوم خانخیل موضع شیدو۔
تحصیل نوشہرہ ضلع پشاور (حال) خطیب جامع مسجد گتہ فیکٹری راہوالی۔ ضلع گوجرانوالہ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً

خوش اخلاقی

۱۔ اَلْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ ۔ (رواہ البخاری و مسلم عن النواس بن سمعانؓ)

ترجمہ :۔ امام بخاری و مسلم نے حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نیکی خوش اخلاقی (اچھے اخلاق) کا نام ہے۔

امام مسلم نے پوری حدیث یوں بیان کی ہے کہ حضرت نواس کہتے ہیں میں نے پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ نیکی کیا ہے؟ اور بدی کیا ہے؟ آپ نے فرمایا نیکی خوش اخلاقی کو کہتے ہیں۔ اور بدی وہ چیز ہے جو تیرے دل میں کھٹکے اور تو اس کو ناپسند کرے، کہ لوگ اس سے واقف ہو جائیں۔

انعاماتِ خداوندی میں سے ایمان کے بعد سب سے بڑی نعمت بڑا عطیہ بڑی دولت بڑا خزانہ خوش اخلاقی ہے، خوش اخلاقی ایمان کیلئے بہترین زیور اور مزین لباس اور کرامات کا تاج ہے۔ یہ ایک ایسے کمال درجہ اور اعلیٰ مرتبہ کا حمیدہ و پسندیدہ وصف ہے کہ خالق و مخلوق سب کے نزدیک نہایت ہی مرغوب و محبوب ہے، بہت ہی اعلیٰ و افضل درجہ کی نیکی اور باعث دخول جنّت و موجب رضائے الٰہی ہے۔ عطیاتِ الٰہیہ میں سب سے افضل و بہتر عطیہ خوش اخلاقی ہے۔

شروع کتاب ہذا ۲۲ جون ۱۹۶۲ء مطابق ۱۹ محرم ۱۳۸۲ھ روز جمعہ صبح ۸ بجکر ۴۵ منٹ۔

انسان اپنی خوش اخلاقی کی بدولت تمام لوگوں کی نگاہ میں باعزت و قابلِ احترام اور ہر دلعزیز بن جاتا ہے۔ بغیر تاج و تخت اور لشکر و سپاہ کے لوگوں کے دلوں پر حکمران ہوتا ہے اپنے بدخواہوں اور دشمنوں کو اپنا دوست و گرویدہ بنا لیتا ہے۔ اپنے اور بیگانے اس کی تعریف و توصیف میں جان و دل سے رطب اللسان رہتے ہیں۔ ہر خاص و عام کے دل کے اندر اس کی عظمت و وقعت اور بے انتہا محبت کا جذبہ موجزن رہتا ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

اخلاق سب سے کرنا تسخیر ہے تو یہ ہے ، خاک آپکو سمجھنا اکسیر ہے تو یہ ہے ،

ایضاً ؎

تو چناں زی کہ بعد مُردنِ تو ، ہمہ گریاں شوند و خنداں تو
نہ چناں زی کہ بعد مُردنِ تو ہمہ خنداں شوند و گریاں تو

اسلام میں خوش اخلاقی کی اہمیت۔ اسلام میں خوش اخلاقی کو بہت ہی اہمیت حاصل ہے۔ قرآن و حدیث میں اس بزرگ وصف کی بہت تعریف و تحسین کی گئی ہے۔ چنانچہ اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ وَلِبَاسُ التَّقْوٰی ذٰلِكَ خَيْرٌ (سورہ اعراف رکوع ۲) اور پرہیزگاری کا لباس وہی سب سے بہتر ہے۔ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ ایک بار خلیفۃ المسلمین حضرت عثمان غنیؓ نے منبرِ نبوی پر یہ آیت تلاوت فرمائی اور فرمایا۔ اس سے مراد خوش اخلاقی ہے۔

حضرت امام مالکؒ سے موطا میں روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اچھے اخلاق کی تکمیل کیلئے بھیجا گیا ہوں۔

اسلام میں خوش اخلاقی کی اہمیت اور محبوبیت کا اندازہ اس حدیث سے

بخوبی ہو سکتا ہے۔ کہ پیغمبر اسلام نے نہ صرف قولاً ہی خوش اخلاقی کی تکمیل کو اپنی بعثت و رسالت کا مقصد قرار دیا۔ بلکہ فعلاً بھی کئی طرح سے اس کی تائید و توثیق کی۔ چنانچہ منجملہ دیگر شہادتوں کے صرف ایک شہادت پیش کی جاتی ہے حضرت ابوذرؓ کا بیان ہے کہ جب میں نے حضورؐ کے مبعث کا تذکرہ سنا تو اپنے بھائی کو آپ کی خدمت میں روانہ کیا۔ کہ جا کر سنو تو سہی کہ آپؐ لوگوں کو کیا تعلیم دے رہے ہیں۔ وہ جب واپس آیا تو کہنے لگا کہ آپ مکارمِ اخلاق (بزرگ و کریمانہ اخلاق) کی تاکید فرما رہے ہیں۔

دیلمی نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خوش اخلاقی نصف دین ہے۔ ایک روایت میں ہے۔ کہ ایمان باللہ کے بعد رأس العقل حیا اور خوش اخلاقی ہے۔ ایک حدیث میں ہے۔ کہ مخلوق میں سب سے زیادہ خوبصورت چیز خوش اخلاقی ہے۔ ایک حدیث میں ہے۔ کہ سب سے بہتر عطیہ خوش اخلاقی ہے ایک حدیث میں ہے۔ کہ کوئی بزرگی اور شرافت خوش اخلاقی کے برابر نہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ سب سے افضل نیکی خوش اخلاقی ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ صرف اچھے اخلاق کی وجہ سے انسان بڑے بڑے درجے اور جنت کی اعلیٰ منزل حاصل کر لیتا ہے۔ ایک حدیث میں ہے۔ کہ دین و دنیا کی بھلائی خوش اخلاقی میں ہے ایک حدیث میں ہے کہ ایمان کی سب سے بہتر بات خوش اخلاقی ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ خوش اخلاقی گناہوں کو مٹاتی ہے ایک حدیث میں ہے کہ میزانِ اعمال میں سب سے پہلے خوش اخلاقی رکھی جائیگی۔ ایک حدیث میں ہے کہ میزانِ اعمال میں خوش اخلاقی سے زیادہ وزنی کوئی چیز نہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ مکارمِ اخلاق جنت کے اعمال میں سے ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ جنت میں لوگوں کو اکثر اللہ سے ڈرنا اور خوش اخلاقی داخل کرتی ہے۔

ایک[۵] حدیث میں ہے کہ خوش اخلاقی کی بدولت جنت کے سب سے اعلےٰ حصّہ میں عالیشان محل نصیب ہوتا ہے۔

ان احادیث کے علاوہ اور بہت سی حدیثیں خوش اخلاقی کے متعلق حدیث کی کتابوں میں موجود ہیں۔ جن کو شوق ہو ہماری کتاب دربارِ رسالت کے چالیس بیش بہا تحائف سے معلوم کر سکتا ہے۔

بزرگانِ دین کے اقوال۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ امرِ خیر کی توفیق بہتر کشش ہے اور حُسنِ خُلق (اچھے اخلاق) اچھا دوست ہے اور عقل عمدہ ساتھی ہے۔ اور ادب اچھی میراث ہے۔ اور وحشت عُجب و غرور سے بھی بدتر چیز ہے۔ آپ کا قول ہے کہ کشادہ روئی سے پیش آنا سب سے پہلی نیکی ہے۔ نیز فرماتے ہیں کہ آدمی کا خلق اچھا ہو تو کلام لطیف ہو جاتا ہے۔

خواجہ حسن بصریؒ فرماتے ہیں۔ کہ خوش خلقی کا مفہوم یہ ہے کہ کشادہ پیشانی رہے دولت کو جمع نہ کرے، نیک کاموں پر صَرف کرے اور ایذا سے باز رہے۔ محمد بن سیرینؒ فرماتے ہیں۔ کہ اچھا خلق دین کی مدد ہے۔ حضرت جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں کہ خلق چار چیزیں ہیں (۱) سخاوت (۲) الفت (۳) نصیحت (۴) شفقت۔ فرماتے ہیں مجھے نیک خو شخص کے ساتھ صحبت پسند ہے۔ اگرچہ بدکار ہو نہ بدخو کے ساتھ جو ہر چند فصیح و بلیغ ہو نیز فرماتے ہیں۔ چار باتیں آدمی میں ایسی ہیں گو علم و عمل کم ہو پھر بھی اعلیٰ درجات مل جاتے ہیں (۱) علم (۲) تواضع (۳) سخاوت (۴) حسنِ خلق۔

سب سے اچھے اخلاق والا پیغمبر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جمال

ظاہری وکمال باطنی کے اعتبار سے سب سے زیادہ حسین وجمیل اور نہایت ہی نیک و شائستہ تھے اخلاقِ حمیدہ و عادات پسندیدہ اور خصائل بزرگانہ وفضائل کریمانہ میں اپنی مثال آپ تھے، اولین و آخرین کے کمالات ظاہری و باطنی کے جامع تھے ؎

حسنِ یوسف دمِ عیسیٰ یدِ بیضا داری ⁂ آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خوش اخلاقی کی تعریف میں اللہ عزّوجل فرماتا ہے۔ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (سورہ ن رکوع ۱) بیشک آپ بزرگ خو ہیں آپ اخلاق (حسنہ) کے اعلیٰ پیمانہ پر ہیں۔

ابنِ کثیر نے اس کی تفسیر میں لکھا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے آپ کے اخلاق کے متعلق پوچھا گیا۔ تو فرمایا کہ "كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْاٰنُ" آپ کا خلق قرآن تھا..... آپ کی جبلّت اور پیدائش ہی میں خدائے عالم نے پسندیدہ اخلاق، بہترین خصائل اور پاکیزہ عادات رکھی تھیں۔ تو اس طرح آپ کا عمل قرآن کریم پر ایسا تھا کہ گویا احکام قرآن کا مجسّم عملی نمونہ آپ ہیں ہر حکم کو بجالانے اور نہی سے رک جانے میں آپ کی حالت یہ تھی کہ گویا قرآن میں جو کچھ ہے وہ آپ کی عادت اور آپ کے کریمانہ اخلاق کا بیان ہے۔ کسی بزرگ نے فرمایا ہے ؎

بود ہم بحرِ مکرمت ہم کان ⁂ گوہرش کان خلقہ القرآن
وصفِ خُلقِ کسے کہ قرآن ست ⁂ خُلق را لیست او چہ امکان ست

فضائل ظاہری و باطنی، حسن صورت و سیرت میں آپ کمال کے انتہا درجہ کو پہنچے ہوئے تھے مخلوقاتِ الٰہی میں سے کوئی بھی آپ کی خوبیوں میں شریک وسہیم نہیں حضرت امام بخاریؒ نے حضرت براء بن عازبؓ سے روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا

صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ خوبصورت اور سب سے زیادہ خلیق (خوش اخلاق) تھے۔

حضرت خدیجہؓ کی شہادت۔ انسان کے اخلاق، خصائل، عادات اور اعمال کا سب سے زیادہ واقف بیوی ہو سکتی ہے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ اس وقت حضرت خدیجہؓ سے نکاح ہوئے پندرہ برس کا طویل زمانہ گذر چکا تھا۔ اور یہ مدت اتنی دراز ہے کہ جس میں ایک انسان کو دوسرے کے خصائل و عادات کا اچھی طرح سے پتہ چل سکتا ہے۔ ادھر حضورؐ کی زبان سے اپنی نبوت کا اعلان ہوتا ہے ادھر حضرت خدیجہؓ کا دل اس کی تصدیق پر آمادہ ہو جاتا ہے اور صاف طور سے فرماتی ہیں: "یا رسول اللہ! خدا آپ کو ہرگز تنہا نہیں چھوڑے گا۔ کیونکہ آپ رشتہ والوں کا حق پورا کرتے ہیں۔ مقروضوں کا قرض ادا کرتے ہیں، غریبوں کی مدد کرتے ہیں۔ مہمانوں کی خاطر تواضع کرتے ہیں۔ حق کی طرفداری کرتے ہیں مصیبتوں میں آپ لوگوں کے کام آتے ہیں۔ جاننا چاہیئے کہ یہ تصدیق اور شہادت نبوت سے قبل کی زندگی کی ہے۔

حضرت عائشہؓ کی شہادت۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام ازواج مطہرات میں حضرت خدیجہؓ کے بعد سب سے زیادہ محبوب حضرت عائشہ تھیں۔ حضرت عائشہ نو برس متصل آپ کی صحبت میں رہیں۔ وہ گواہی دیتی ہیں کہ حضورؐ کی عادت کبھی کو بُرا بھلا کہنے کی نہ تھی۔ بُرائی کے بدلے میں بُرائی نہیں کرتے تھے۔ بلکہ چھوڑ دیتے تھے اور معاف کر دیتے تھے۔ آپ گناہ کی باتوں سے کوسوں دور رہتے تھے۔ آپ نے کبھی کسی سے اپنا ذاتی انتقام اور بدلہ نہیں لیا۔ آپ نے کبھی کسی کی جائز درخواست اور فرمائش کو رد نہیں فرمایا (بحوالہ خطبات مدارس از مولانا سلیمان ندوی)۔

حضرت ہندؓ کی شہادت۔ حضرت خدیجہؓ کے پہلے شوہر کے صاحبزادہ

حضرت ہندؓ کی شہادت بھی آپ کے متعلق سنیئے وہ فرماتے ہیں:۔
آپ کی طبیعت میں نرمی تھی سخت مزاج نہ تھے۔ کسی کا دل نہیں دکھاتے تھے کسی کی عزت کے خلاف کوئی بات نہیں کہتے تھے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر لوگوں کا شکریہ ادا کرتے تھے کسی چیز کو بُرا نہیں کہتے تھے۔ کھانا جس قسم کا سامنے آتا تھا، کھاتے اس کو بُرا نہ کہتے، آپ کو اپنے ذاتی معاملہ میں کبھی غصہ نہ آتا۔ اور نہ کسی سے بدلہ اور انتقام لیتے اور نہ کسی کی دل شکنی گوارا کرتے لیکن اگر کوئی کسی حق بات کی مخالفت کرتا تو اس حق کی پوری حمایت فرماتے تھے۔
حضرت علیؓ کی شہادت۔ حضرت علیؓ سے بڑھ کر شتہ داروں میں کوئی بھی آپ کے دن رات، سفر و حضر، اندر باہر کے حالات و واقعات اور اخلاق و عادات سے واقف نہ تھا بچپن سے لیکر جوانی تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے۔ وہ گواہی دیتے ہیں۔
آپ ہنس مکھ، طبیعت کے نرم، اخلاق کے نیک تھے طبیعت میں مہربانی تھی سخت مزاج نہ تھے۔ کوئی بُرا کلمہ کبھی منہ سے نہ نکالتے، لوگوں کے عیب اور کمزوری کو نہ ڈھونڈھتے کسی کی کوئی فرمائش اگر مزاج کے خلاف ہوتی تو خاموش رہ جاتے نہ اس کو صاف جواب دیکر مایوس کرتے اور نہ "ہاں" فرماتے یعنی اور نہ اپنی منظوری کا اظہار فرماتے۔ واقف کار اس طرزِ خاص سے سمجھ جاتے کہ آپ کا منشاء کیا ہے، یہ اس لئے تھا۔ کہ آپ کسی کا دل توڑنا نہیں چاہتے تھے۔ دل شکنی نہیں کرتے تھے بلکہ دلوں پر مرہم رکھتے تھے۔ کہ آپ رؤف رحیم تھے۔ آپ نہایت ہی فیاض بہت سخی راست گو اور نرم طبع تھے۔ لوگ آپ کی صحبت میں بیٹھتے تو خوش ہو جاتے۔

آپ کو پہلی دفعہ جو دیکھتا وہ دیکھ کر مرعوب ہو جاتا۔ لیکن جیسے جیسے وہ آپ سے ملتا تھا آپ سے محبت کرنے لگتا (تجلیات بدر ماس)

حضرت امام حسینؓ کی شہادت گراہی:- حضرت امام حسینؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد حضرت علیؓ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے اہلِ مجلس کے ساتھ برتاؤ کا حال پوچھا تو حضرت علیؓ نے فرمایا۔ حضورؐ ہمیشہ خندہ پیشانی اور خوش خلقی کے ساتھ پیش آتے آپ نرم مزاج تھے، نہ آپ سخت گو تھے نہ سخت دل تھے نہ چلا کر بولتے تھے نہ فحش گوئی اور بد خلاقی فرماتے تھے نہ عیب گیر تھے نہ مبالغہ سے تعریف کرنے والے نہ زیادہ مذاق کرنے والے نہ بخیل، آپ ناپسند بات سے اعراض فرماتے تھے یعنی ادھر التفات نہ فرماتے۔ گویا سنی ہی نہیں، آپ نے تین باتوں سے اپنے کو بالکل علیحدہ کر رکھا تھا۔ جھگڑے سے تکبر سے اور بیکار بات سے اور تین باتوں سے لوگوں کو بچا رکھا تھا۔ کسی کی مذمت فرماتے نہ کسی کو عیب لگاتے نہ کسی کے عیوب کرید فرماتے آپ سے جب کوئی شخص بات کرتا تو اس کے خاموش ہونے تک تمام اہلِ مجلس (یعنی صحابہؓ) ساکت رہتے، جس بات پر سب ہنستے آپ بھی تبسم فرماتے جس سے سب لوگ تعجب کرتے آپ بھی تعجب میں شریک ہوتے یہ نہیں کہ سب سے الگ چپ چاپ بیٹھے رہیں۔ بلکہ معاشرت اور کلام و گفتگو میں اہل مجلس کے شریک حال رہتے، اجنبی مسافر کی سخت گفتگو اور بدتمیزی پر صبر فرماتے۔ حضورؐ سخاوت میں سب سے بڑھے ہوئے تھے

حضرت امام غزالیؒ کا بیان:- حجۃ الاسلام مجدد العصر فرید دہر حضرت امام غزالیؒ تحریر فرماتے ہیں کہ حضورؐ مویشی کو چارہ ڈالتے اونٹ کو باندھ دیتے گھر کی صفائی کر لیتے بکری کا دودھ دوھ لیتے۔ خادم کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھا لیتے۔ کام کاج میں

مدد دیتے بازار سے چیزیں خود خرید لاتے اور خود ہی اٹھا لاتے ہر ادنیٰ و اعلیٰ سے
سلام میں سبقت کرتے جو کوئی ساتھ ہو لیتا اس کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر چلتے
غلام آقا حبشی، فارسی میں ذرا فرق نہ کرتے، کیسا ہی حقیر آدمی دعوت کرتا قبول
فرما لیتے، جو کچھ کھانا سامنے رکھ دیا، برغبت نوش فرماتے، نیک خو، کریم الطبع،
ہنس مکھ مگر ہنستے نہ تھے، اندوہگین تھے مگر ترش رو نہ تھے (یعنی عمومی حالات
میں ہنستے نہ تھے بلکہ اندوہگین اور متفکر رہتے تھے) متواضع تھے جس میں ذلالت نہ
تھی با ہیبت تھے مگر درشتی نہ تھی سخی تھے مگر اسراف نہ تھا ہر ایک پر رحم کرتے
تھے کسی سے طمع نہ تھا سر مبارک جھکائے رکھتے تھے۔

حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کا بیان (مجدد الاسلام حکیم الامت،
حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی لکھتے ہیں۔ کہ جو کوئی شخص حضورؐ کے
سامنے اچانک آجاتا وہ ہیبت زدہ ہو جاتا مگر جب پاس بیٹھتا تو فدائی بن جاتا،
کنبہ والوں اور خادموں پر بہت زیادہ مہربان تھے۔ حضرت انسؓ نے دس سال
تک خدمت کی اتنے عرصہ میں کبھی اُف تک نہ کہا۔ بلکہ ایک روز ان کے حق میں
دعا فرمائی الٰہی اسے مال بھی بہت دے اور اولاد بھی بہت دے اور جو کچھ اسے
عطا کیا جائے اس میں برکت بھی دے"۔ زبان مبارک پر کبھی گندی بات نہیں آتی تھی
کسی پر لعنت نہ کرتے تھے، دوسرے کی اذیت و آزار پر نہایت صبر کیا کرتے،
خلق خدا پر نہایت رحمت فرماتے۔ آپ کے ہاتھ یا زبان مبارک سے کبھی کسی کو
نقصان نہ پہنچا۔ قوم کی درستی اور کنبہ کی اصلاح پر نہایت درجہ توجہ فرماتے ہر شخص
اور ہر چیز کی قدر و منزلت سے آگاہ تھے۔ نہایت شیریں کلام اور فصیح تھے، گفتگو*

* میں دل آویزی تھی کہ سننے والے کے دل پر قبضہ کر لیتی تھی کفار اسکو جادو سے تعبیر کرتے تھے آسمانی بادشاہت کی

کشادہ روئی

۲۔ لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ شَيْئًا وَّلَوْ اَنْ تَلْقٰى اَخَاكَ بِوَجْهٍ طَلِيْقٍ۔

(رواہ مسلم عن ابی ذر رضی اللہ عنہ)

ترجمہ:۔ امام مسلم نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ کسی نیکی کو حقیر و معمولی نہ جان اگرچہ وہ نیکی صرف اتنی ہو کہ تو اپنے (مسلمان) بھائی سے کشادہ پیشانی سے ملاقات کرے۔

لوگوں سے کشادہ روئی اور خندہ پیشانی سے ملنا اور ملاقات کرنا بہت ہی عمدہ وصف بڑی نیکی اور کار ثواب ہے قرآن و حدیث و بزرگان دین کے اقوال میں اس کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ کشادہ روئی سے پیش آنا سب سے پہلی نیکی ہے۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ "وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا" اور عام لوگوں سے بات اچھی طرح (خوش خلقی سے) کہنا۔ مولینا تھانوی؟

ابن کثیر نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ "پھر فرمایا لوگوں کو اچھی باتیں کہا کرو یعنی ان کے ساتھ نرم کلامی اور کشادہ پیشانی کے ساتھ پیش آیا کرو بھلی باتوں کا حکم دو برائی سے روکو امام باقرؒ نے اسکی تفسیر اس طرح بیان فرمائی ہے۔ کہ لوگوں سے

وہ بات کرو جو تم اپنے لئے کہنا پسند کرتے ہو۔ انگریزی زبان میں گویا اسی کا ترجمہ کیا گیا ہے۔ Do to others as you would be done by.

امام احمد و ترمذی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نیکی صدقہ ہے اور یہ امر بھی نیکی میں داخل ہے، کہ اپنے چہرہ کو لشاش بنا کر تو اپنے بھائی سے ملاقات کرے۔ ترمذی نے حضرت ابو ذر رضی سے روایت کی ہے۔ کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اپنے بھائی کے سامنے تیرا مسکرا(نا بھی) صدقہ ہے .....

تا خدا دوست گیر دت با خلق ، یکدل و یک زبان و یک رو باش
شاد طبع و شگفتہ خاطر زی ، نرم خوی و کشادہ ابرو باش

اسوۂ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) امام بخاری و مسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے حاضری کی اجازت مانگی آپ نے گھر والوں سے فرمایا۔ اس کو آنے کی اجازت دو یہ اپنی قوم میں بُرا آدمی ہے پس جب وہ آپ کے پاس آ کر بیٹھ گیا۔ تو آپ نے کشادہ پیشانی سے اس کی طرف دیکھا اور مسکرا مسکرا کر اس سے باتیں کیں پھر جب وہ چلا گیا تو عائشہ صدیقہ رضی نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے اس شخص کی نسبت ایسا ایسا فرمایا تھا۔ پھر آپ نے اس سے کشادہ پیشانی کے ساتھ ملاقات کی۔ اور مسکرا مسکرا کر اس سے باتیں کیں۔ حضور نے فرمایا۔ تو نے مجھ کو فحش گو کب پایا۔ بدترین آدمی خدا کے نزدیک قیامت کے دن وہ ہوں گے۔ جن کو لوگ ان کی بُرائی سے ڈر کر چھوڑ دیں۔

خوش کلامی

۳۔ اَلْکَلِمَةُ الطَّیِّبَةُ صَدَقَةٌ (رواہ البخاری عن ابی ہریرۃؓ)

ترجمہ:۔ امام بخاری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اچھی بات بھی صدقہ ہے۔

حدیث بالا میں "اچھی بات" کے دو معنی ہیں۔ اول یہ کہ اگر کوئی سائل سوال کرے اور کچھ چیز مانگے، آدمی کے پاس اس وقت کچھ موجود نہ ہو تو اس کو جواب میں اچھی اور نیک بات کہے تاکہ اس کا دل رنجیدہ نہ ہو۔ جیسے بابا معاف کرو۔ اس وقت ہاتھ خالی ہے یا دعا دے کہ اللہ تعالیٰ تمہارا کوئی اور سبب کردے اور کہیں سے دلادے یہ بھی خیرات میں داخل ہے۔ جیسا کہ مولینا جامیؒ نے اس کا منظوم ترجمہ کیا ہے ؎

سخن نرم گوئے با سائل گر زمالش نمے دہی نفقہ
زانکہ در رُوئے اہلِ حاجت ہست قولِ خوش از مقولۂ صدقہ

دوم اچھی بات سے مراد یہ ہے کہ کسی مسلمان کے دل کو کسی بات سے خوش کردے۔ بشرطیکہ خلافِ شرع نہ ہو۔

مراد یہ کہ لوگوں سے اچھی اور نیک بات کرنا اُن سے نرم و ملائم گفتگو کرنا اور میٹھی اور شیریں زبان سے کلام کرنا اللہ عزوجل اور اس کے رسولؐ کی خوشنودی اور رضامندی کا موجب اور لوگوں کے دلوں کو مسخر کرنے اور موہ

لینے کا بہترین ذریعہ اور بہت عمدہ خصلت اور بڑا کار ثواب ہے۔ قرآن حدیث اور بزرگانِ دین کے اقوال و ملفوظات میں اس کی بہت فضیلت وارد ہوئی ہے۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے "وَقُلْ لِّعِبَادِیْ یَقُوْلُوا الَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ" (سورہ بنی اسرائیل) ترجمہ:- اور آپ میرے (مسلمان) بندوں سے کہہ دیجئے، کہ ایسی بات کہا کریں جو بہت اچھی ہو۔ حافظ ابنِ کثیر نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے۔ کہ "اللہ تعالےٰ اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلّم سے فرماتا ہے کہ آپ مومن بندوں سے فرمائیں کہ وہ اچھے لفظوں اور بہتر فقروں اور تہذیب سے کلام کریں"

امام احمد نے حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ! اسلام (کی نشانی) کیا ہے؟ آپ نے فرمایا۔ خوش کلامی اور کھانا کھلانا ..... عربی میں مشہور ضرب المثل ہے۔ "مَنْ عَذُبَ لِسَانُهٗ کَثُرَ اِخْوَانُهٗ" "جس کی زبان میٹھی ہوئی۔ اس کے دوست زیادہ ہوئے۔ خواجہ حافظ فرماتے ہیں ~

آسائشِ دو گیتی تفسیر ایں دو حرف است ۔۔۔ با دوستاں تلطف با دشمناں مدارا

جہاں رام ہوتا ہے میٹھی زباں سے ۔۔۔ نہیں لگتی کچھ اس میں دولت زیادہ

انگریزی ضرب المثل ہے

Speak gently to everybody.

بشیریں زبانی و لطف و خوشی ، ۔۔۔ توانی کہ پیلے بہ موئے کشی

نرمی

۴۔ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الرِّفْقَ فِی الْاَمْرِ کُلِّہٖ رواہ البخاری ومسلم عن عائشہؓ

ترجمہ:۔ امام بخاری ومسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔ کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالےٰ ہر کام میں نرمی کو پسند فرماتا ہے۔

نرمی اور ملائمت ایک عمدہ اور بزرگ ترین وصف ہے دینی ودنیوی اعتبار سے قابل مدح اور ہر خاص وعام کے نزدیک پسندیدہ ومرغوب ہے، قرآن وحدیث میں اس وصف کو بہت سراہا گیا ہے، عربی زبان کا مقولہ ہے" مَنْ لَانَتْ کَلِمَتُہٗ وَجَبَتْ مَحَبَّتُہٗ "، جو نرم کلام ہوا اس کی محبت واجب ہو گئی"۔

اللہ عزّ وجل فرماتے ہیں" فَقُوْلَا لَہٗ قَوْلًا لَّیِّنًا " (سورہ طٰہٰ) پس اس سے نرمی سے بات کرنا جس وقت اللہ تعالےٰ نے حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام کو رسالت دیکر فرعون کے پاس بھیجا تو اس وقت یہ ارشاد فرمایا۔ کہ اس کے پاس جاکر نرم وشیریں بات کرنا۔

ترمذی نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص کو نرمی کا حصہ مل گیا۔ اس کو دنیا وآخرت کی بھلائی کا حصہ مل گیا۔ اور جو شخص نرمی کے حصہ سے محروم رکھا گیا۔ وہ دنیا وآخرت کی بھلائی کے حصہ سے محروم رکھا گیا۔

حضورؐ انور کی نرمی۔ اللہ عزوجل حضورؐ انور کی نرمی کے بارہ میں فرماتا ہے

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ

(آل عمران رکوع ۱۷) پس بسبب رحمت کے اللہ تعالیٰ سے نرم ہوا تو واسطے ان کے اور اگر آپ تندخو سخت طبیعت ہوتے تو یہ آپ کے پاس سے منتشر ہو جاتے۔

ابن کثیر نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ یعنی یہ اللہ کی رحمت ہے آپ ان کیلئے نرم دل ہونے حضرت حسن بصری فرماتے ہیں۔ یہ حضورؐ کے اخلاق ہیں جن پر آپ کی بعثت ہوئی ہے۔

آپ کی نرمی کا ایک واقعہ۔ امام بخاری نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت کی ہے کہ چند یہودی حضورؐ انور کی خدمت میں آئے اور انہوں نے کہا۔ "اَلسَّامُ عَلَيْكُمْ" (تم پر موت آئے) سو میں نے ان کو جواب دیا "وعليكم السَّامُ واللَّعْنَةُ"۔ (اور تم پر موت ہو اور لعنت) حضورؐ نے فرمایا۔ اے عائشہؓ! ٹھہرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نرمی کرنے والا ہے۔ اور ہر کام میں نرمی کو پسند فرماتا ہے۔ میں نے عرض کیا۔ آپ نے نہیں سنا کہ ان لوگوں نے کیا کہا۔ آپ نے فرمایا: میں نے جواب میں ان کو صرف وعلیکم کہا ہے (وعلیکم السلام نہیں کہا) یعنے میرے اتنا کہہ دینے سے ان کو ان کے کہنے کا جواب مل گیا۔ اس سے زائد کی ضرورت نہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں جو تم میں سے سختی کرے تم اس سے نرمی کرو اس طرز عمل سے وہ نرم ہو جائے گا۔

اے برادر گر خرد داری تمام — نرم وشیریں گوئی بامردم کلام
ہر کہ باشد تلخ گوئی وترش روئے — دوستاں از وے بگردانند روئے

٭ شیخ فریدالدین عطارؒ

آہستگی ۱۱۳۲۸

۵- اِنَّ فِیْكَ لَخَصْلَتَیْنِ یُحِبُّهُمَا اللّٰهُ الْحِلْمُ وَالْاَنَاةُ

(رواہ الترمذی عن ابن عباس رضی اللہ عنہ)

ترجمہ:- ترمذی نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے۔ کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ عبد القیس کے سردار اشج سے فرمایا۔ کہ تم میں دو خصلتیں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے۔ ایک تحمل اور دوسری آہستگی۔

زرقانی نے شرح مواہب میں بیہقی سے نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تمہارے پاس ابھی ایک قافلہ آنے والا ہے۔ جو اہل مشرق میں سب سے بہتر ہے۔ حضرت عمرؓ انکے دیکھنے کے لئے کھڑے ہوئے تو انہیں تیرہ آدمیوں کا ایک قافلہ آتا ہوا نظر پڑا۔ انہوں نے ان کو حضورؐ کی یہ بشارت سنائی پھر ان کے ساتھ آپ کی خدمت میں آئے۔ جب ان لوگوں نے دور سے آپ کو دیکھا۔ تو بے تاب ہو گئے۔ اور فرطِ اشتیاق سے اپنا سامان اسی طرح چھوڑ کر دیوانہ وار آپ کی خدمت میں دوڑ پڑے، حاضر ہو کر آپ کا دستِ مبارک چومنے لگے۔ اشج عبد القیس جوان کا سردار تھا۔ اگرچہ نوعمر تھا سب سے پیچھے رہ گیا تھا۔ اس نے پہلے تو سب کے اونٹ باندھے پھر اپنا بکس کھول کر سفر کے کپڑے اتارے۔ اور دوسرا سفید لباس پہنا پھر اطمینان سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کے دستِ مبارک کو بوسہ دیا۔ آدمی بدشکل تھا۔ جب حضورؐ نے اس کی طرف نظر

اُٹھائی تو اس سے عرض کیا یا رسول اللہ! آدمی کی قیمت صرف اس کے ڈھانچے سے نہیں ہوتی۔ اس کی قیمت صرف اس کے دو چھوٹے سے چھوٹے اعضا سے ہوتی ہوتی ہے (۱) زبان (۲) دل۔ آپ نے فرمایا تم میں دو خصلتیں ہیں جن کو اللہ و رسول ؐ پسند فرماتے ہیں (۱) بردباری (۲) آہستگی۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ خصلتیں مجھ میں پیدائشی ہیں یا میں نے اپنے کسب سے حاصل کی ہیں۔ آپ نے فرمایا پیدائشی۔

تحمل و بردباری اور آہستگی و انجام بینی اور غور و فکر کرنے کے بعد کسی کام کو انجام دینا بڑی دانشمندی و عقل مندی کی بات ہے دنیا میں جتنے دانا اور عاقل گذرے ہیں ان کا یہی طریق کار رہا ہے اس سے کام میں پختگی و مضبوطی اور استحکام و پائیداری اور حسن و زینت پیدا ہوتی ہے آہستگی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے۔ اور جلدی و شتابی شیطان کی طرف سے پس ہر کام صبر و استقلال اور بردباری و آہستگی سے کرنا چاہیئے۔

ہے وہ عاقل جو آغاز میں سوچے انجام ورنہ ناداں بھی سمجھ جاتا ہے کھونے کے بعد

کارِ شیطان ست تعجیل و شتاب خوئے رحمان ست صبر و احتساب

انگریزی ضرب المثل ہے۔ Look to the end.

ترمذی نے حضرت سہل ابن سعد رضؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آہستگی کرنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اور کاموں میں جلدی کرنا شیطان کی طرف سے ہے۔ ایک اور مشہور انگریزی ضرب المثل ہے۔

Think twice before you speak

رحمدلی

۶۔ لَا یَرْحَمُ اللّٰہُ مَنْ لَّا یَرْحَمُ النَّاسَ۔ (بخاری ومسلم عن جریر بن عبد اللہ)

ترجمہ۔ امام بخاری ومسلم نے حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم نہیں کرتا۔ جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔

رحم کن رحم زانکہ بر رخ تو ، در رحمت جز از تو نکشاید
تا تو بر دیگراں نہ بخشائی ارحم الراحمین نہ بخشاید

(جامی)

(رحم کہتے ہیں رحمت، مہربانی، شفقت اور ترس کو خصائل پسندیدہ اور عادات حمیدہ میں سے رحم ایک نہایت ہی بزرگ ترین وصف ہے خالق و مخلوق دونوں کے نزدیک محمود اور قابل قدر خصلت ہے۔ اللہ عزوجل کی صفات عالیہ وجمالیہ میں سے رحم ایک نہایت ہی بزرگ و اعلیٰ ترین صفت ہے) ایمان واسلام اور انسانیت و آدمیت کی ایک بہت بڑی نشانی و علامت ہے کسی بزرگ نے سچ فرمایا ہے ؎

شفقت نیمہ ز ایمان است شفقت عادت مسلمان است
ہر کہ را رحم و مہربانی نیست ز آدمیت درو نشانی نیست

ابو داؤد اور ترمذی نے حضرت عبد اللہ بن عمروؓ سے روایت کی ہے کہ

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ (خدا کی مخلوق پر) رحم کرنیوالوں پر خدائے رحیم رحم و شفقت فرماتا ہے۔ تم زمین والوں پر رحم کرو تاکہ آسمان والا (یعنے، اللہ عزوجل) تم پر رحم کرے۔

اسلام نے بنی نوع انسان کے علاوہ جانوروں تک کے اوپر رحم و ترس کھانے کی تاکید کی ہے۔ امام بخاری نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ ایک آدمی نے ایک کتّے کو دیکھا کہ پیاس کے مارے کیچڑ کھا رہا ہے۔ پس اُس آدمی نے اپنی جوتی لے کر اُس میں پانی بھر کر اس کو پلایا۔ یہاں تک کہ اس کو سیر کر دیا۔ سو اللہ تعالیٰ نے اس کی محنت ٹھکانے لگائی، پھر اس کو جنت میں داخل کر دیا۔ شیخ سعدیؒ نے اس قصے کو اپنی کتاب بوستان میں نقل کر کے آخر میں فرمایا ہے ؎

کسے باسگے نیکوئی گم نہ کرد ۔ کجا گم شود نیکی با نیک مرد

حضرت بایزید بسطامی کو کسی نے وفات کے بعد خواب میں دیکھا۔ پوچھا اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا کہ میرے تمام اعمال میں سے جناب باری تعالیٰ کو یہ عمل پسند آیا کہ ایک روز میں چلا جا رہا تھا اور جاڑے کا موسم تھا میں نے دیکھا کہ بلی کا ایک بچہ سردی سے اکڑ رہا ہے۔ مجھ کو رحم آیا اور اپنے لحاف میں اُس کو لے کر سویا۔ یہ عمل میرا پسند آیا۔ اور حکم ہوا اس عمل کی وجہ سے ہم نے تجھ کو بخش دیا۔ بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، وہ کہتے ہیں۔ کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جنت میں داخل نہ ہو گا۔ مگر رحمدل۔

ہمدردی

۷۔ اَلْمُسْلِمُوْنَ کَرَجُلٍ وَّاحِدٍ اِنِ اشْتَکٰی عَیْنُہٗ اِشْتَکٰی کُلُّہٗ وَاِنِ اشْتَکٰی رَأْسُہٗ اِشْتَکٰی کُلُّہٗ (رواہ مسلم عن النعمان بن بشیرؓ)

ترجمہ۔ امام مسلم نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ سارے مسلمان ایک شخص واحد کی مانند ہیں (یعنی ایک آدمی کے جسم کے اعضا کے مانند) اگر اس کی آنکھ دکھتی ہے تو سارا جسم دکھتا ہے اور اس کا سر دکھتا ہے تو سارا بدن اس کی تکلیف محسوس کرتا ہے۔

امام بخاری و مسلم نے حضرت نعمان بن بشیر سے روایت کی ہے۔ کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو مومنوں کو آپس میں رحم کرنے محبت رکھنے اور مہربانی کرنے میں ایسا پائے گا۔ جیسا کہ بدن ہے، جب بدن کا کوئی عضو دکھتا ہے، تو سارے بدن کے اعضاء اس کے دکھ میں شریک ہو جاتے ہیں۔ اور بیداری و بخار میں سارا جسم شریک رہتا ہے۔

مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ حدیث بالا میں روئے زمین کے تمام مسلمانوں کو آپس میں اس اسلامی رشتۂ اخوت کو مستحکم و استوار کرنے کی ترغیب دلائی گئی ہے۔ تاکہ تمام مسلمان آپس میں ایک دوسرے کے شریک غم ہوں۔ اور ایک دوسرے کے تکلیف و سختی کے وقت کام آئیں۔ حضرت شیخ سعدیؒ نے اسی اسلامی رشتۂ اخوت کے زرین اصول کو زیادہ وسیع کر کے انسانی رشتہ

اخوت کے متعلق یہی خیال ظاہر فرمایا ہے۔ چنانچہ وہ گلستان میں فرماتے ہیں :-

بنی آدم اعضائے یکدیگرند | کہ در آفرینش زیک جوہراند
چو عضوے بدرد آورد روزگار | دگر عضو ہا را نماند قرار
تو کز محنت دیگران بے غمی | نشاید کہ نامت نہند آدمی

یعنی آدم علیہ السلام کی ساری اولاد ایک دوسرے کے اعضاء ہیں، کہ پیدائش میں ایک ہی اصل سے ہیں۔ جب ایک عضو کو تکلیف ہوتی ہے تو دوسرے اعضا کو بھی آرام نہیں ملتا۔ وہ بھی شریک درد ہوتے ہیں تو دوسروں کی تکلیف سے بے غم ہے۔ تجھے زیبا نہیں کہ تیرا نام آدمی رکھا جائے۔

پس جو مدعی اسلام اپنے مسلمان بھائی کی تکلیف وغم سے متاثر اور شریک غم نہیں ہوتا۔ درحقیقت اس کا دعویٰ اسلام غلط اور محض زبانی ہے اُس کو چاہیئے کہ صحیح معنوں میں صحیح اور پورا مسلمان بننے کی کوشش کرے۔

کہنے کو کہو ہزار ہیں ہوتا ہے ایک دردمند
کون ہے ورنہ جو یہاں کہنے کو آدمی نہیں

(درد کا کورس)

حضرت مولانا مظفر حسین صاحب نے ایک دفعہ راستہ میں ایک بڈھے کو دیکھا کہ بوجھ سر پر لئے ہوئے آ رہا ہے اور تھک گیا ہے آپ سے نہ رہا گیا۔ اُس سے کہہ سن کر اسکا بوجھ اپنے سر پر رکھ لیا۔ حالانکہ خود بھی جوان نہ تھے۔ اُس نے کہا بھی کہ میاں جی تم بھی بڈھے ہو کہا میں اوّل تم سے کم بڈھا ہوں، دوسرے تازہ دم ہوں۔ آپ اسکا بوجھ (باقی ص۲۹ پر پڑھیے)

اِمداد باہمی

۸۔ اَلْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهٗ بَعْضًا ثُمَّ شَبَّكَ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ۔ (رواہ مسلم عن ابی موسیٰ)

ترجمہ۔ امام مسلم نے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک مسلمان دوسرے مسلمان کیلئے ایک عمارت کی مثال ہے (یعنی سارے مسلمان ایک مکان کی مانند ہیں) کہ مکان کا ایک حصّہ دوسرے حصّہ کو مضبوط رکھتا ہے یہ کہکر آپ نے اپنے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کر کے بتلایا کہ سارے مسلمان اس طرح ملے اور جکڑے ہوئے ہیں یعنی جس طرح ایک مکان کی مضبوطی اور استحکام ایک اینٹ کی دوسری اینٹ سے اور ایک پتھر کی دوسرے پتھر سے ہوتی ہے اسی طرح ایک ایماندار کو لازم وضروری ہے کہ دوسرے ایماندار کا معاون و مددگار بنے اس کا مختصر مطلب یہ ہے کہ ایمان اور مسلمانوں کی ترقی اور کامیابی آپس کے اتفاق واتحاد پر موقوف ہے۔

اس حدیث میں اخوت اسلامی پر ایک نہایت ہی جامع اور سبق آموز مثال بیان فرمائی روئے زمین کے ہر مسلمان پر فرض ہے۔ کہ جس ملک وقوم کا ہو جہاں کہیں ہو جس حال میں ہو کسی صورت میں اس اسلامی و دینی رشتۂ اتحاد کو نہ چھوڑے اور اس مقصد عالیہ اسلامیہ کو کسی ملکی و قومی مقصد پر قربان نہ کرے۔

باہمی ہمدردی و محبت کا لازمی نتیجہ یہ ہے۔ کہ مسلمان آپس میں ایکدوسرے

کے ہمدرد معاون اور ہمدرد و غم خوار بن جائیں۔ چنانچہ قرون اولیٰ کے مسلمانوں میں امداد باہمی کا احساس و جذبہ بدرجہ اتم موجود تھا۔ سلف صالحین مصیبت و سختی میں اور مشکل و پریشانی میں ایک دوسرے کی جان و مال سے اعانت کرتے تھے

صحیح مسلم میں ہے کہ قبیلہ اشعری کے لوگ اپنے وطن سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ آگئے تھے ان لوگوں میں باہم اس قدر تعاون تھا کہ جب ان میں کا کوئی شخص تکلیف میں مبتلا ہوتا تو سب قبیلے والے جمع ہو کر اس کو آرام و راحت پہنچانے کی کوشش کرتے اور جب کسی شخص کو مالی امداد کی ضرورت ہوتی تو ہر شخص بقدر وسعت نقد و زر پیش کرتا۔

اسد الغابہ میں ہے کہ حضرت زبیرؓ وفات کے وقت بہت قرضدار تھے، جب ان کا انتقال ہوگیا تو سرمایہ داروں نے عبداللہ بن زبیرؓ سے قرضہ طلب کرنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ وہ پریشان ہو گئے۔ ان کے مکان کے قریب حضرت حکیم بن حزامؓ رہتے تھے۔ جب اُن کو خبر ہوئی تو انہوں نے عبداللہ بن زبیر کو اپنے پاس بلایا۔ اور قرضے کی مقدار دریافت کی، پھر سارا قرضہ اپنے پاس سے ادا کر دیا۔

مسند احمد میں ہے کہ ربیعہ اسلمیؓ نہایت مفلس صحابی تھے، ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ میری شادی کا معاملہ طے ہو گیا ہے اور میرے پاس مہر اور دعوت ولیمہ کا کوئی سامان نہیں ہے یہ سُن کر جتنے صحابہؓ موجود تھے وہ سب اپنے اپنے گھروں کو گئے اور ہر ایک نے بقدر استطاعت ان کی مالی امداد کی۔

پردہ پوشی

۹۔ لَا یَسْتُرُ عَبْدٌ عَبْدًا فِی الدُّنْیَا اِلَّا سَتَرَہُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ

(رواہ مسلم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ)

ترجمہ۔ امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ نہیں پردہ پوشی کرتا کوئی بندہ کسی دوسرے بندے کی دنیا میں مگر قیامت کے دن خدا تعالیٰ اس کی پردہ پوشی کرے گا۔

انسان بڑا ہی خطا کار و قصور وار ہے۔ ہر ایک انسان میں کوئی نہ کوئی عیب ہوتا ہے پس ہر انسان کو چاہیئے۔ کہ جس طرح اپنے عیوب چھپانے کی کوشش کرتا ہے۔ اسی طرح دوسروں کے عیوب چھپانے کی کوشش کرے اور کسی کا عیب کسی کے سامنے ظاہر نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ اس کے عیب کو دنیا و آخرت میں کسی پر ظاہر نہ کرے گا۔

چوں بہ بینی نہ آشنا عیبے گر بہ بیگانگاں نگوئی بہ،
زانکہ در کیش آخر اندیشاں عیب پوشی ز عیب جوئی بہ،

ایضاً

اے برادر پردۂ مردم مدر تا ندرد پردہ ات شخصے دگر

اولیاء اللہ کے ان بارہ مخصوص خصائل میں سے ایک خصلت عیب

پوشی بھی ہے۔ کہ جب تک کسی شخص میں وہ بارہ خصائل نہ پائے جائیں اس وقت تک مسندِ ولایت پر اس کے لئے بیٹھنا ہرگز ہرگز جائز نہیں ہوتا۔

ابنِ ماجہ نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کے عیب پر پردہ ڈالتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے عیب پر پردہ ڈالے گا۔ اور جو شخص اپنے مسلمان بھائی کے عیب کو ظاہر کرتا ہے خدائے تعالیٰ اس کے عیب کو ظاہر کرے گا۔ حتیٰ کہ اس کو گھر بیٹھے رسوا کر دے گا۔

☆ ابوداؤد نے حضرت عقبہ بن عامر سے روایت کی ہے کہ پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جس شخص نے کسی کا عیب دیکھا اور اس پر پردہ ڈالا اس نے گویا زندہ گاڑی ہوئی لڑکی کو قبر سے نکالا۔

زمانہ جاہلیت میں اہلِ عرب کا یہ بھی ایک ظالمانہ دستور تھا۔ کہ ننگ و عار کی وجہ سے اپنی لڑکیوں کو زندہ دفن کیا کرتے تھے۔ حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ کسی کے عیب پر پردہ ڈالنا اور اس کا چھپا دینا اتنا ثواب کا کام ہے جتنا زندہ درگور لڑکی کو قبر سے نکال کر دوبارہ زندگی دینا۔

حضرت حاتم اصم کا واقعہ ۔حضرت حاتم اصم بڑے عابد زاہد نہایت حلیم و کریم منکسر المزاج تھے۔ کہتے ہیں ایکدفعہ ایک عورت آپکے پاس ایک مسئلہ دریافت کرنے کیلئے آئی اسکی ہوا نکل گئی۔ اور وہ شرمندہ ہو گئی۔ آپنے فرمایا کہ بلند آواز سے کہو مجھے سنائی نہیں دیتا اور میرے کان بہرے ہیں آپنے یہ اسلئے کہا کہ وہ شرمندہ نہ ہو آپنے اس مسئلہ کا جواب دیا اور عورت کو معلوم بھی نہ ہوا کہ آپ بہرے نہیں اسی وجہ سے آپ اصم (بہرے) کے نام سے مشہور ہوتے۔

زبان کی حفاظت

۱۔ اَحَبُّ الْاَعْمَالِ اِلَی اللّٰهِ حِفْظُ اللِّسَانِ۔

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان عن ابی جحیفہ رضی اللہ عنہ)

ترجمہ۔ بیہقی نے کتاب شعب الایمان میں حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ پسندیدہ ترین کام اللہ کے نزدیک زبان کا محفوظ رکھنا ہے۔

انسان پر اکثر و بیشتر آفات و بلیات اور شدائد و مصائب زبان کو قابو میں نہ رکھنے اور زیادہ اور بے ضرورت باتیں کرنے کی وجہ سے آتے ہیں۔ بہت سے گناہ زبان سے زیادہ گفتگو کرنے سے صادر ہوتے ہیں جن کی وجہ سے انسان دنیا و عاقبت دونوں تباہ و برباد کر دیتا ہے۔ مثلاً جھوٹ چغلی۔ غیبت، تہمت، بہتان، طعنہ، کوسنا، گالی، گلوچ۔ جھوٹی قسم، جھوٹی شہادت کلمات کفر و شرک اور فسق و بدعت اور فضول، لغو، بے ہودہ اور عبث باتیں وغیرہ

عربی زبان کی ضرب المثل ہے کہ "بَلَاءُ الْاِنْسَانِ مِنَ اللِّسَانِ وَسَلَامَتُهٗ فِیْ حَبْسِ اللِّسَانِ" بزرگوں نے فرمایا ہے کہ زبان سانپ ہے اس کا گھر منہ ہے۔ حفظ اللسان اور کم گوئی کے فوائد اور زیادہ گوئی کے نقائص علما حکماء نے نظم و نثر میں بہت بیان کئے ہیں۔

ترمذی نے حضرت سفیان بن عبد اللہ ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں نے

پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! جن چیزوں کو آپ میرے لئے خوفناک خیال فرماتے ہیں ان میں سب سے زیادہ خوفناک چیز کونسی ہے؟ یہ سُن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک کو پکڑا اور فرمایا۔ اس کو (یعنی زبان کو سب سے زیادہ خوفناک سمجھتا ہوں)۔

(کسی عرب شاعر نے زبان کے سب سے زیادہ خوفناک وخطرناک ہونے کے متعلق سچ کہا ہے ؎

اِحْفَظْ لِسَانَکَ اَیُّھَا الْاِنْسَانُ لَایَلْدِغَنَّکَ اِنَّہٗ ثُعْبَانٌ

(اے انسان! اپنی زبان کو حفاظت میں رکھ (ایسا نہ ہو) کہیں تجھ کو ڈس نہ لے اسلئے کہ یہ اژدھا ہے۔

کَمْ فِی الْمَقَابِرِ مِنْ قَتِیْلِ لِسَانِہٖ کَانَتْ تَھَابُ لِقَاءَہُ الشُّجْعَانُ۔

بہت سے زبان کے مارے ہوئے قبروں میں پڑے ہیں جنکے دیکھنے سے دلیر آدمی ہیبت زدہ ہوتے تھے

امام احمد اور ترمذی نے حضرت عقبہ بن عامر سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں، کہ میں نے پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی اور عرض کیا کہ نجات کا ذریعہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا اپنی زبان کو قابو میں رکھو اپنے گھر میں پڑے رہو، اور اپنے گناہوں پر رو۔ بخاری نے حضرت سہل بن سعد سے روایت کی ہے کہ پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو مجھ سے عہد کرے کہ وہ اپنے دونوں، کلّوں کی درمیانی چیز (یعنی زبان اور دانتوں) اور اپنے دونوں پاؤں کے درمیانی چیز (یعنی شرمگاہ کی حفاظت کرے گا۔ تو میں اس کے لئے جنت کی ضمانت کرلونگا۔

ترمذی نے حضرت ابوسعید خدری رضؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آدمی صبح کرتا ہے تو سب اعضا زبان سے عاجزی کرتے ہیں اور کہتے ہیں۔ ہمارے حق میں اللہ سے ڈر پس ہم تیرے ساتھ ہیں سو اگر تو سیدھی رہی۔ تو ہم سیدھے رہیں گے اور اگر تو ٹیڑھی ہوگئی تو ہم (بھی) ٹیڑھے ہو جائیں گے۔

خاموشی

۱۱۔ مَنْ صَمَتَ نَجَا۔ (امام احمد، ترمذی، دارمی، بیہقی عن عبداللہ بن عمرؓ)

ترجمہ۔ امام احمد، ترمذی، دارمی اور بیہقی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص خاموش رہا۔ اس نے نجات پائی (یعنی خاموشی نجات کا ذریعہ ہے)

انسان کی نجات اور فلاح آفات و بلیات سے بچاؤ اور حفاظت خاموشی اور چُپ رہنے میں ہے خاموشی و سکوت نہایت ہی عمدہ خصلت اور بزرگ عادت ہے۔ اور اس کے فوائد و برکات بیشمار ہیں۔ خاموشی عبادت کی جڑ اور اصل ہے۔ اہلِ معرفت فرماتے ہیں کہ خاموشی میں ایک سو بیس فائدے ہیں، دس فائدے ان میں سے ظاہر ہیں اور باقی کو اس کے اہل ہی جانتے ہیں۔ اور مشائخ فرماتے ہیں کہ اگر کلام چاندی ہو تو خاموشی اور سکوت سونا ہے۔ انگریزی زبان کا مشہور مقولہ ہے کہ If speach is silver silence is gold

حضرت علی اپنے دیوان میں فرماتے ہیں ؎

وَغِیْبَةُ النَّاسِ اِنَّ غِیْبَتَهُمْ ، حَرَّمَهَا ذُو الْجَلَالِ فِی الْکُتُبِ

اور لوگوں کی غیبت کرنی بیشک گویا ان کی غیبت کرنے کو خداوند ذوالجلال نے تمام کتابوں میں حرام فرمایا ہے

اِنْ کَانَ مِنْ فِضَّةٍ کَلَامُكَ یَا ، نَفْسُ اِنَّ السُّکُوْتَ مِنْ ذَهَبٍ

اے نفس اگر تیرا کلام چاندی ہے تو ، بیشک تیرا خاموش رہنا سونا ہے ،

امام بخاری و مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور جو شخص ایمان رکھتا ہے اللہ تعالیٰ پر اور روزِ آخرت پر تو اُسے چاہیئے کہ نیک بات بولا کرے یا خاموش رہے۔

حضرت فریدالدین عطار فرماتے ہیں ؎

اے برادر گر تو ہستی حق طلب ۔۔۔ جز بفرمان خدا مکشای لب ،
گر خبر داری زحی لایموت ۔۔۔ بر دہان خود بنہ مہرِ سکوت
اے پسر پند و نصیحت گوش کن ۔۔۔ گر نجاتے بایدت خاموش کن
ہر کرا گفتار بسیارش بود ۔۔۔ دل درون سینہ بیمارش بود
عاقلاں را پیشہ خاموشی بود ۔۔۔ پیشۂ جاہل فراموشی بود

حضورِ اقدس کی خاموشی۔ شرح السنہ میں حضرت جابر بن سمرہؓ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ خاموش رہتے۔

امام ابو حنیفہؒ کی خاموشی۔ شریک نخعی کہتے ہیں کہ حضرت امام ابو حنیفہ طویل خاموشی اختیار کرنے والے ہمیشہ سوچنے والے، لوگوں سے کم گفتگو کرنے والے تھے۔ یہ ان کے علم باطن اور مہمات دین میں مشغولیت کی نشانیوں میں سب سے زیادہ واضح نشانی ہے کیونکہ (خدا کی طرف سے) جسے خاموشی اور زہد (و تقویٰ) مل گیا۔ اُسے کل علم مل گیا۔ ابن خاقان لکھتا ہے کہ جعفر بن ربیع کہتا ہے۔ میں امام ابو حنیفہ کے پاس پانچ سال ٹھہرا رہا۔ میں نے آپ سے زیادہ خاموش رہنے والا کسی کو نہیں دیکھا۔

خاموش شو چو ماہی و صافی چو آب بحر ۔۔۔ تا زود در خزینۂ گوہر شوی امین۔

تواضع

۱۲۔ مَا تَوَاضَعَ اَحَدٌ لِلّٰہِ اِلَّا رَفَعَہُ اللّٰہُ۔ (رواہ مسلم عن ابی ہریرہ رض)

ترجمہ۔ امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کیلئے تواضع اختیار کرے اللہ تعالیٰ اس کا مرتبہ بلند فرمائے گا۔

تواضع کہتے ہیں اپنے آپ کو تمام لوگوں سے کمتر سمجھنے کو یعنی انسان اپنے آپ کو کسی سے علم و عمل، عبادت و ریاضت، مال و جاہ، قوم و خاندان، صورت و سیرت کے لحاظ سے بہتر نہ سمجھے تواضع اخلاق کریمانہ میں سے نہایت بزرگ خصلت اور اخلاق انبیاء و اولیاء و صلحاء میں سے ہے تواضع کی بدولت انسان خالق و مخلوق کے نزدیک معزز و مکرم بن جاتا ہے، یہ متقی و پرہیزگار لوگوں کے خصائل میں سے ایسی عمدہ خصلت ہے کہ اس کے ذریعہ سے مراتب عالیہ پر فائز المرام ہوتے ہیں (عربی زبان کی ضرب المثل ہے "مَنْ تَوَاضَعَ وُقِّرَ وَمَنْ تَعَاظَمَ حُقِّرَ" جس نے تواضع کی عزت مند ہوا اور جس نے بڑائی کی ذلیل ہوا)

چوں ہلال بدر تواضع تو اگر خمیدہ باشی ٭ بخدا کہ بے تردد بفلک رسیدہ باشی

اللہ عزوجل فرماتا ہے۔" وَاخْفِضْ جَنَاحَکَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ (سورہ حجر رکوع ۶) اور مومنوں کیلئے اپنا بازو جھکائے رہ، ابن کثیر اس آیت کی تفسیر میں لکھتا ہے کہ نرمی، خوش خلقی، تواضع اور ملنساری کے ساتھ مومنوں سے پیش آیا کریں۔

ابن ماجہ نے حضرت عیاض بن حمار المجاشعی سے روایت کی ہے۔ کہ پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی بھیجی ہے کہ تم تواضع کرو حتیٰ کہ کوئی آدمی کسی آدمی پر فخر نہ کرے۔

حضور اکرمؐ کی تواضع ۔ آپ باوجود اعلیٰ درجہ کے شرف و عزت اور قدر و منزلت اور درجات و مراتب کے جو آپ کو تمام عرب بلکہ تمام جہان بھر میں حاصل تھیں اپنے ملنے والوں سے نہایت تواضع اور انکسار کے ساتھ پیش آیا کرتے تھے۔ اور فخر و ناز کو پاس پھٹکنے نہ دیتے تھے۔ سارے کام خود اپنے دست مبارک سے کیا کرتے تھے۔ بازار سے کوئی سودا خریدتے تو خود ہی اٹھا لاتے۔ بیوہ اور مسکین کے ساتھ چلنے یا ان کا کام کر دینے سے عار نہیں کیا کرتے تھے۔ غلاموں تک کی دعوت قبول فرماتے۔

شرح السنہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اگر میں چاہتا تو میرے ساتھ سونے کے پہاڑ چلتے ایک روز حضرت جبرئیل میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا۔ اللہ عزوجل آپ کو سلام کہتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ آپ متواضع نبی ہونا چاہتے ہیں یا نبی ہونے کے ساتھ بادشاہ بھی بننا چاہتے ہیں۔ میں نے کہا۔ میں متواضع نبی بننا چاہتا ہوں۔ تو آج سے میں غریبوں کی طرح کھانا تناول کروں گا۔ اور غریبوں ہی کی طرح بیٹھوں گا۔

جمع است خیرہا ہمہ در خانہ و نیست — آں خانہ را کلید بغیر از فروتنی
شرہا بدیں قیاس بیک خانہ ایست جمع — وآنرا کلید نیست بجز مائی و منی
ہاں احتیاط کن کہ نہ لغزی ز راہِ خیر — خود را بہ معرضِ خطرِ شر نیفگنی

۷ حیاء

۱۳۔ اَلْحَیَاءُ خَیْرٌ کُلُّہٗ۔ (بخاری ومسلم عن انسؓ وعمران بن حصینؓ)

ترجمہ۔ امام بخاری ومسلم نے حضرت انسؓ اور حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ کہ پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ حیا سب کی سب بہتر ہے۔ امام بخاری ومسلم کی دوسری روایت یوں ہے کہ حیاء سوائے خوبی کے کچھ نہیں لاتی۔

(حیاء کہتے ہیں شرم کرنے کو اور حیاء نہایت عمدہ و بزرگ وصف اور بہترین خصلت ہے۔ اور دین اسلام کا ایک روشن ترین امتیازی نشان اور خاص وصف ہے۔ قرآن و حدیث و بزرگانِ دین کے اقوال میں اس بزرگ پسندیدہ و حمیدہ خصلت کی بہت تعریف و توصیف بیان ہوئی ہے)

اِرْتَدِ الدَّھْرَ بِجِلْبَابِ الْحَیَا فَاِمَامُ السَّادَۃِ الرُّسُلِ حَیِیٌّ

اے مخاطب! تو مدت العمر حیا کی چادر کو اوڑھے رہ کیونکہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے سردار نہایت حیادار تھے۔

(عربی زبان کی مشہور ضرب المثل ہے، کہ "اَلْوَجْہُ الْمَصُوْنُ بِالْحَیَاءِ کَالْجَوْھَرِ الْمَکْنُوْنِ فِی الْوِعَاءِ" چھپا ہوا چہرہ حیا سے ایسا ہے جیسا درخشہوار صدف میں۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے "وَلِبَاسُ التَّقْوٰی ذٰلِکَ خَیْرٌ" (سورہ اعراف ع۲) اور پرہیزگاری کا لباس وہی بہتر ہے امام المفسرین حضرت خواجہ حسن بصری فرماتے ہیں۔ کہ "لباس التقوی" سے مراد حیا ہے۔)

اس آیت میں استعارہ کے طور پر لباس التقویٰ سے مراد حیا ہے اور وجہ استعارہ یہ ہے کہ جس طرح لباس بدن کو ننگا رہنے سے بچاتا ہے اسی طرح حیا انسان کو گناہوں سے بچاتی ہے عربی زبان میں کہتے ہیں "اَلْحَیَاءُ مَانِعٌ" حیا گناہوں سے روکنے والی ہے (ابن ماجہ نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہر ایک دین کیلئے ایک خاص وصف ہے اور اسلام کا خاص وصف حیا ہے ابن ماجہ نے حضرت ابو بکرہ سے روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حیا ایمان سے ہے اور ایمان جنت میں لیجاتا ہے۔ اور بیحیائی بدکاری ہے اور بدکاری دوزخ میں لے جاتی ہے)

کفر محض است بیحیائی و بس ، ہر کرا شرم نیست ایماں نیست

بزرگانِ دین کے اقوال حضرت ابو بکر صدیقؓ فرماتے ہیں لوگو! خدا سے شرم کرو، واللہ میں جب کبھی قضائے حاجت کے لئے میدان میں جاتا ہوں تو خدا سے شرما کر سر نیچے کر لیتا ہوں۔ اپنے اعمال و افعال میں خدا کو حاضر ناظر سمجھکر ڈرتے اور شرم کرتے رہو۔

حضرت علی خواص فرماتے ہیں کہ عابدوں نے چار صفتوں پر عمل کیا، معرفت پر، رجا پر، تعظیم پر، حیا پر، سب سے بلند تر درجے میں حیا ہے۔ جب انہوں نے یقین کر لیا کہ اللہ تعالیٰ ان کو ہر حال میں دیکھ رہا ہے۔ تو کہا کہ ہم کو یکساں ہے خواہ ہم اسے دیکھیں یا وہ نہیں دیکھے، اور ان میں اور حق تعالیٰ کی نافرمانیوں میں خدا تعالیٰ سے شرمانا مائل اور مانع ہے اور کہتے ہیں قناعت دلیل ہے امانت کی اور امانت داری دلیل ہے شکر گذاری کی اور شکر گذاری دلیل ہے زیادہ ہونے کی اور زیادہ ہونا دلیل ہے نعمت کے بقاء کی اور حیا دلیل ہے تمام خوبیوں کی۔

سچائی

۱۴۔ اِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِیْ اِلَی الْبِرِّ وَاِنَّ الْبِرَّ يَهْدِیْ اِلَی الْجَنَّةِ وَ اِنَّ الرَّجُلَ لَيَصْدُقُ حَتّٰی يُكْتَبَ صِدِّيْقًا۔ (بخاری و مسلم عن عبداللہ بن مسعودؓ)

ترجمہ۔ امام بخاری و مسلم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سچ بولنا نیکی کو پہنچاتا ہے اور نیکی بہشت میں پہنچاتی ہے اور البتہ مرد سچ بولا کرتا ہے یہاں تک کہ وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک بڑا سچا لکھا جاتا ہے......

سچائی و راست بازی اچھی اور نیک عادات اور پسندیدہ و حمیدہ خصائل اور اور محبوب و مقبول اوصاف میں سے ایک نہایت عمدہ ترین عادت اور پسندیدہ ترین وصف ہے۔ دنیا و آخرت میں سرخروئی و نیکنامی اور فلاح و نجات کی باعث ہے اللہ تعالیٰ کی رضامندی و خوشنودی اور مراتب و درجات عالیہ تک پہنچانے کا بہترین ذریعہ و وسیلہ ہے۔ ہر انسان کے دل میں سچے اور راست باز انسان کی قدر و منزلت ہوتی ہے۔ عربی زبان کی ضرب المثل ہے "يَبْلُغُ الْمَرْءُ بِالصِّدْقِ مَنَازِلَ الْكِبَارِ" آدمی محض سچائی کی بدولت بڑوں کے درجہ و مرتبہ کو پہنچ جاتا ہے۔

قرآن کریم اور احادیث نبویہ اور بزرگان دین کے اقوال اور تمام عقلاء و حکماء کے کلام میں سچائی و راستبازی کی بہت تعریف و توصیف بیان کی گئی ہے۔

اور مسلمان کی مخصوصہ صفات میں سے یہ ایک خاص صفت اور امتیازی نشان ہے۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ۔ (سورہ توبہ رکوع ۱۵) اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو، عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں۔ کہ قصداً یا مذاقاً کسی حالت میں جھوٹ انسان کے لائق نہیں۔ کیونکہ خداوند عالم فرماتا ہے۔ ایمان والو! اللہ سے ڈرو۔ اور سچوں کے ساتھی بن جاؤ۔ پس کیا تم اس میں کسی کے لئے بھی رخصت پاتے ہو؟

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اس نیک و پسندیدہ عادت کو نہایت درجہ پسند فرماتے تھے۔ اور آپ کے نزدیک تمام بری عادتوں میں سے زیادہ جھوٹ ناگوار تھا۔ ایک مرتبہ ابوالعاص بن ربیع کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ اس نے مجھ سے جو بات کی سچی کی اور جو وعدہ اس نے کیا پورا کیا (حدیث میں ہے کہ اپنے اوپر سچ بولنا لازم پکڑو۔ کیونکہ سچ بولنا نجات دیتا ہے۔ اور جھوٹ بولنا ہلاک کر دیتا ہے۔ شب ہجرت میں جب کافروں نے حضورؐ انور اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو جاتے ہوئے پوچھا۔ کہ تم کون ہو؟ تو ابوبکرؓ نے کہا کہ محمدؐ اور ابوبکرؓ! تو سچائی نے ان کو نجات دی سچ ہے ؎

راستی موجب رضائے خداست کس ندیدم کہ گم شد از راہ راست

Speak the truth and you need have no fear

ایک سبق آموز واقعہ۔ رسالہ قشیریہ میں ہے۔ کہ ابو عمرو زجاجی کہتے ہیں۔ کہ میری والدہ ماجدہ کے ترکہ سے مجھے ایک گھر ملا۔ اُسے پچاس دینار کو فروخت کر کے میں حج کو چلا۔ جب بابل کے پاس پہنچا۔ تو ایک ڈاکو ملا۔ اُس نے مجھ سے کہا۔ تیرے پاس کیا ہے؟ میں نے اپنے دل میں کہا۔ سچ کہنا بہتر ہے۔ یہ سوچ کر میں نے کہا۔ پچاس دینار میرے پاس ہیں۔ اُس نے کہا کہاں ہیں؟ لاؤ۔ میں نے وہ دینار کی تھیلی اُسے دی۔ اُس نے گنا تو پورے پچاس دینار اس میں سے نکلے۔ اس نے وہ دینار اس تھیلی میں رکھ کر میرے حوالے کئے۔ اور کہا۔ تیرے سچ بولنے کے باعث میں نہ لوں گا اور وہ اپنی سواری سے اُتر پڑا۔ اور مجھ سے کہا۔ تو اس پر چڑھ۔ میں نے انکار کیا۔ اس نے نہ مانا۔ آخر میں اس سواری پر چڑھا۔ اور اس نے میری غلامی اختیار کی۔ یہاں تک کہ وہ مر گیا۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت و سچائی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اخلاق کریمانہ اور عادت بزرگانہ کا مجسمہ اور صداقت و سچائی کے پیکر تھے صداقت سچائی کا یہ عالم تھا کہ کبھی آپ نے کسی کی لگی لپٹی نہیں رکھی اور نہ کبھی اپنی ضرورت کیلئے کسی کی خوشامد یا دباؤ سے کوئی بات چھپائی۔ نہ کسی سے کبھی جھوٹ کہا۔ مذاقاً بھی کبھی جھوٹ کا لفظ زبان مبارک سے نہ نکلا۔ نبوت سے پیشتر آپ کی صداقت و امانت کو دیکھ کر آپ کی قوم نے آپ کو "صادق" و "امین" کا معزز خطاب دیا۔ اور اسی نام سے پکارے جاتے تھے۔ دوست تو دوست دشمن بھی اور وہ دشمن جو جانی دشمن تھے۔ آپ کو سچا راستباز جانتے تھے۔

(باقی صفحہ ۴۴ کے نیچے پڑھیئے)

عفو

۱۵- مَا زَادَ اللّٰہُ عَبْدًا بِعَفْوٍ اِلَّا عِزًّا۔ (رواہ مسلم عن ابی ہریرہؓ)

ترجمہ۔ امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، نہیں زیادہ کرتا اللہ تعالیٰ کسی بندے کو عفو کرنے کے ساتھ مگر عزت، یعنی اگر کوئی شخص کسی کا قصور معاف کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی عزت بڑھاتا ہے۔

(عفو کے معنی ہیں معاف کرنا۔ بخشنا۔ درگذر کرنا یعنی کسی کی غلطی وکوتاہی، جرم وخطا ظلم وزیادتی کو نظر انداز کردینا اور اس سے بدلہ وانتقام نہ لینا یہ نہایت اور بزرگ لوگوں کی خوبیوں میں سے بہت بڑی خوبی اور عمدہ وصف ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفات جمالیہ میں سے بہت بزرگ صفت ہے ـــ اور اللہ تعالیٰ اس کو بہت پسند فرماتا ہے۔ اور سارے انبیاء علیہم السلام اس صفت کے ساتھ متصف تھے۔ آپ حضرت سلیمان علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کہ سب سے زیادہ ٹھنڈک والی چیز خدا کا لوگوں سے درگذر کرنا اور لوگوں کا آپس میں ایک دوسرے کو معاف کردینا ہے۔ اور عربی زبان کی ضرب المثل ہے، کہ "لذۃ العفو اطیب من لذۃ التشفی" درگذر کرنے کی لذت انتقام کی تسلی سے بہتر ہے۔ انگریزی زبان میں ضرب المثل ہے۔

Forgiveness is the noblest revenge.

اللہ عزوجل فرماتا ہے "خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنْ

الجاہلین — سورہ اعراف رکوع ۲۴) درگذر کرنے کا شیوہ اختیار کر لے، اور نیکیوں کا حکم کرتے رہیں اور نادانوں سے اعراض کریں۔ یہ آیت مکارم اخلاق کو جامع ہے تفسیر کشاف وابن کثیر وغیرہ میں اس کی تفسیر میں لکھا ہے کہ یہ آیت نازل ہونے کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیلؑ سے دریافت فرمایا کہ اس کا کیا مطلب ہے؟ جبرئیلؑ نے کہا یا رسول اللہ! آپ کا پروردگار فرماتا ہے جو شخص آپ سے قطع کرے آپ اس سے ملیں اور جو آپ کو محروم رکھے، آپ اُسے دیں اور جو آپ پر ظلم کرے آپ اُسے معاف کریں۔ اور درحقیقت مکارم اخلاق کے اصول یہی ہیں۔ کسی عربی شاعر نے اس آیت کا گویا منظوم ترجمہ کیا ہے

خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِعُرْفٍ كَمَا ۔۔۔ اُمِرْتَ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ

درگذر کرنا اختیار کر اور نیک بات بتادیا کر جیسا کہ تجھے حکم ہوا ہے اور نادانوں سے منہ پھیر لیا کر

وَلِنْ فِي الْكَلَامِ لِكُلِّ الْاَنَامِ ۔۔۔ فَمُسْتَحْسَنٌ مِنْ ذَوِي الْجَاهِ لِيْنٌ

اور تمام لوگوں سے گفتگو میں نرمی کر یاد رکھ عزوجاہ پر پہنچکر نرم اور خوش اخلاق رہنا ہی کمال ہے

بیہقی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پروردگار عالم سے سوال کیا کہ اے میرے پروردگار! آپ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا آدمی کون ہے؟ ارشاد فرمایا۔ کہ وہ شخص جو بدلہ وانتقام پہ قادر ہو اور معاف کرے۔

سبحانی از صفحہ ۴۲) حضرت غوث الاعظمؒ فرماتے ہیں کہ سبحانی اور بے نیازی ختیار کرو اگر یہ دونوں صفتیں نہ ہوتیں تو کسی شخص کو بھی قرب الٰہی حاصل نہ ہوتا۔

ایفائے عہد

۱۶۔ لَا تُوَاعِدْ اَخَاكَ مَوْعِدًا فَتُخْلِفَهٗ (رواہ مسلم ابی جری الہجیمی رضؓ)

ترجمہ۔ امام مسلم نے حضرت ابو جری الہجیمی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے (مسلمان) بھائی کے ساتھ ایسا وعدہ نہ کر جسے تو پورا نہ کرے، وعدہ پورا کرنا اور اس کا ایفا کرنا بہت نیک کام اور بزرگ خصلت ہے، مرد مومن کے ایمان و دین کی مخصوص علامتوں میں سے ایک خاص علامت ہے، انسان کو چاہیئے کہ حتی الوسع کسی سے کوئی وعدہ نہ کرے اور اگر وعدہ کرے تو پھر اُسے اپنے اوپر دوسرے کا قرض سمجھ کر پورا کرنے کی کوشش کرے ؎

مرد را ہر چہ بگذرد بزبان عیب باشد وزائے آن کردن
وعدہ بر صاحب کرم قرض است فرض باشد ادائے آں کردن

اہل اسلام کے علاوہ دوسری تہذیب میں ایفائے عہد کو نیک کیرکٹر اور معاشرہ کیلئے ضروری سمجھتے ہیں۔ انگریزی زبان میں کئی ضرب الامثال مشہور ہیں منجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ

Be slow to promise but quick to perform.

قرآن و حدیث میں جگہ جگہ وفائے عہد کی تاکید آئی ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے "وَ اَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا" (سورہ بنی اسرائیل رکوع) اور وہ پورا کرو بیشک عہد کا باز پرس ہونے والا ہے ابن کثیر نے لکھا ہے کہ اور وعدہ وفائی کیا کرو جو وعدے وغیرہ جو لین دین ہو جائے اس کی پاسداری کرو اس کی بابت قیامت کے دن جوابدہی ہو گی۔ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ حضورؐ نے ایک مرتبہ ابو العاص بن ربیع کی تعریف کرتے

ہوئے فرمایا۔ کہ اُس نے مجھ سے جو بات کہی سچی کہی اور جو وعدہ اسنے مجھسے کیا پورا کیا
بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت انس رضؓ سے روایت کی ہے کہ بہت کم ایسا ہوا ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے کوئی خطبہ پڑھا ہو اور اس میں یہ نہ فرمایا ہو۔ جو شخص امین نہ ہو اس کا ایمان کامل نہیں اور جو شخص عہد کا پابند نہ ہو اس کا دین کامل نہیں ہے۔

ایک سبق آموز واقعہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات ستودہ باہمہ نیک صفات میں جہاں اور تمام نیک و پسندیدہ اخلاق و عادات بدرجۂ اتم موجود تھیں وہاں ایفائے عہد کی صفت بھی بے مثال موجود تھی آپ نے کبھی کسی سے وعدہ خلافی نہیں کی، امام ابوداؤد نے حضرت عبداللہ بن ابی الحسماءؓ سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے سے پہلے میں نے آپ سے ایک چیز خریدی تھی جسکی کچھ قیمت ادا کرنے سے باقی رہ گئی تھی۔ میں نے آپ سے وعدہ کیا تھا کہ میں بقیہ قیمت لے کر آپ کی جگہ پر حاضر ہوں گا۔ میں اس وعدہ کو بھول گیا تیسرے دن مجھ کو یہ بات یاد آئی۔ اور میں بقیہ قیمت لے کر اسی جگہ پہنچا جہاں کا وعدہ کیا تھا۔ میں نے دیکھا کہ آپ اسی جگہ بیٹھے ہیں۔ مجھ کو دیکھتے ہی آپ نے فرمایا۔ تو نے مجھ کو بڑی زحمت میں مبتلا کیا۔ میں تین روز سے یہاں بیٹھا ہوا تیرا انتظار کر رہا ہوں۔ اس ایفائے عہد کی مثال تاریخ میں کہیں مل سکتی ہے؟ ایسی روشن مثال وہی انسان قائم کر سکتا ہے۔ جو دنیا کو عدل و خیر سے معمور کرنے کیلئے مبعوث ہوا ہو۔

کسی سے وعدہ کرتے ہو تو لازم ہے وفا کرنا — کہ یہ اک قرض ہے اور فرض ہے اسکا ادا کرنا

امانت داری

۱۷۔ اَدِّ الْاَمَانَةَ اِلٰی مَنِ ائْتَمَنَكَ وَلَا تَخُنْ مَنْ خَانَكَ۔

(امام بخاری فی تاریخہ والبوداؤد وترمذی وحاکم عن ابی ہریرۃ)

ترجمہ۔ امام بخاری نے تاریخ میں اور ترمذی، ابوداؤد اور حاکم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، پہنچا دے تو امانت کو اس شخص کی طرف جس نے امانت رکھی ہے، تیرے پاس، اور مت خیانت کر اس شخص کی، جس نے تیری خیانت کی۔

امانت کہتے ہیں اعتبار اور باور کرنے کو، کسی کی چیز کو حفاظت کے ساتھ رکھ کر اس کو بعینہٖ مالک کو واپس کرنا۔ امانت داری ایک عمدہ ترین وصف اور نیک خصلت ہے۔ اسلام میں امانت کو بڑی اہمیت ہے، اس کو ایمان کی خاص علامتوں میں سے شمار کیا گیا ہے۔ امانت میں خیانت کرنا نہایت مذموم فعل اور گناہ کبیرہ ہے۔ قرآن و حدیث میں امانتداری کے متعلق بے شمار مواقع میں تاکیدی احکام صادر ہوئے ہیں۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ فَاِنْ اَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِی اؤْتُمِنَ اَمَانَتَهٗ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ (سورہ بقرہ رکوع ۳۹) پھر اگر ایک دوسرے کا اعتبار کرے تو چاہیئے کہ جس شخص پر اعتبار کیا گیا ہے اپنی امانت کو پورا ادا کرے اور اللہ سے ڈرتا رہے۔ جو اس کا رب ہے (ابن کثیر نے لکھا ہے،

جسے امانت دی جائے۔ اُسے خوفِ خدا رکھنا چاہیئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہاتھ پر ہے جو اُس نے لیا جب تک کہ ادا نہ کرے۔

بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ بہت کم ایسا ہوا ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے کوئی خطبہ پڑھا ہو۔ اور اس میں یہ نہ فرمایا ہو کہ "لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَّا اَمَانَتَهٗ لَهٗ وَلَا دِیْنَ لِمَنْ لَّا عَهْدَ لَهٗ" اس شخص کا ایمان نہیں جو امانت دار نہ ہو اور اس شخص کا دین نہیں جو عہد کا پابند نہ ہو۔

امام احمد و ابن حبان و حاکم و بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم اپنی جانوں سے مجھ سے چھ خصلتوں کی ضمانت کرو۔ میں تمہارے لئے جنت کا ضامن ہوں گا (۱) سچ کہو جب بات کہو (۲) پورا کرو جب وعدہ کرو (۳) امانت کو ادا کرو، جب تمہارے پاس امانت رکھی جائے (۴) اپنی شرمگاہوں کو نگاہ رکھو (۵) آنکھوں کو بند کرو (محرمات کے دیکھنے سے) (۶) اور اپنے ہاتھوں کو روکو۔ (ایسی چیزوں کے لینے دینے اور چھونے سے جن کا لینا دینا اور چھونا شرعاً جائز نہیں ہے)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی امانت داری۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تمام خصائل و عاداتِ کریمانہ اور صفات و محاسن پسندیدہ کے جامع ہونے کے علاوہ اپنی صداقت و امانت کے لئے بھی تمام قوم میں مشہور تھے۔ آپ کو جامع صفات و محاسن پا کر بیس ۲۰ اکیس ۲۱ برس کی عمر میں قوم نے

بالاتفاق "امین" کا معزز و مقدس خطاب آپ کو دیا۔

۲۷ صفر ۱۳ نبوۃ کو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ عزوجل کے حکم سے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کا ارادہ فرمایا۔ تو حضرت علیؓ کو لوگوں کی امانتیں سونپ دیں۔ اور فرمایا۔ کہ صبح کو اُٹھ کر قریش کی وہ امانتیں جو میرے پاس بغرض حفاظت رکھی گئی تھیں، تمام تمام ادا کرنا، اور وہ تمام معاملات ضروری حقوق العباد جو میرے متعلق ہیں، اور میں اس اتفاقیہ سفر اور خفیہ ہجرت کے باعث پورے نہ کر سکا، اتمام پر پہنچا کر مدینہ چلے آنا۔

حضرت علیؓ حسب ارشاد نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) چند روز تک مکہ میں قیام کر کے لوگوں کی امانتیں مالکوں کو واپس کر کے مدینہ تشریف لے گئے۔

یہ موقع تو خون کے پیاسے دشمنوں کو چکمہ دے کر مال و دولت ایلٹھ لینے کا تھا، مگر یہاں اس کے برخلاف اُن کی امانتیں لوٹائی جا رہی ہیں۔ تاریخ میں اس امانت اور دیانت کی کوئی مثال مل سکتی ہے؟ ہرگز نہیں دنیا میں جہاں کہیں بھی امانت کا تصوّر پایا جاتا ہے۔ وہ اسی "صادق" اور "امین" کی سیرت و کردار کا صدقہ ہے۔

بقیہ همدردی :- تئے دُور تک چلے گئے اور اُس سے باتیں کرتے رہے اُس نے کہا میں مولوی مظفر حسین سے ملنے کا مشتاق ہوں سُنا ہے وہ آجکل ادھر آنے ہوئے ہیں انہوں نے کہا ہاں میں اُن سے ملا دونگا۔ یہاں تک کہ جب اسکے گاؤں میں پہنچ گئے وہاں پہنچکر اُس نے پھر کہا کہ بھائی یاد رکھو مجھ کو مولوی مظفر حسین سے ضرور ملا دیو۔ اسوقت فرمایا (باقی صفحہ ۵۱ پر دیکھیے)

نیک گمان

۱۸۔ حُسْنُ الظَّنِّ مِنْ حُسْنِ الْعِبَادَۃِ۔

(رواہ ابو داؤد عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

ترجمہ - امام ابو داؤد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ نیک گمان رکھنا عباداتِ حسنہ میں سے ہے ؂

ہر کرا جامہ پارسا بینی ، پارسا داں و نیک مرد انگار
ور ندانی کہ در نہانش چیست محتسب را درونِ خانہ چہ کار

(سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ)

انسان کو چاہیئے۔ کہ تمام لوگوں کے متعلق نیک گمان رکھے۔ کسی کے متعلق بدگمانی نہ کرے۔ دوسروں کے کاموں اور باتوں کو جہاں تک ہو سکے اچھائی اور بھلائی پر محمول کرے حضرات انبیاء کرام اور بزرگانِ دین کا بھی وطیرہ رہا ہے۔

امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک شخص کو چوری کرتے دیکھا۔ اور اُسے فرمایا۔ کہ تو نے چوری کی ہے؟ اُس شخص نے جواب دیا کہ خدائے وحدہٗ لاشریک کی قسم ہے کہ میں نے چوری نہیں کی۔ اس پر حضرت عیسیٰ

علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ میں خدا پر ایمان لایا ہوں اور اپنے آپ کو جھٹلاتا ہوں۔
حدیث کا مطلب یہ ہے کہ مجھے یقین ہو گیا ہے کہ میری آنکھوں نے غلطی کی۔ یا میرا خیال غلط تھا۔ تو سچ کہتا ہے۔ تو نے چوری نہیں کی۔ یہ کمال درجہ کا حسن ظن ہے کہ اپنی عینی شہادت کے مقابلہ میں دوسرے شخص کی زبانی بیان کو ترجیح دی۔ (خلق عظیم)

ابن کثیر نے لکھا ہے۔ کہ امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب ؓ سے مروی ہے۔ کہ آپ نے فرمایا۔ تیرے مسلمان بھائی کی زبان سے جو کلمہ نکلا ہو جہاں تک تجھ سے ہو سکے اُسے بھلائی اور اچھائی پر محمول کر۔

ابن ماجہ میں ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف کعبہ کرتے ہوئے فرمایا۔ تو کتنا پاک گھر ہے! تو کیسی اچھی خوشبو والا ہے! تو کس قدر عظمت والا ہے! اور کیسی بڑی حرمت والا ہے! اس کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے کہ مومن کی حرمت اس کے مال اور اس کی جان کی حرمت اور اس کے ساتھ نیک گمان کرنے کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک تیری حرمت بڑھی ہے۔

حضرت خواجہ حافظ شیرازی ؒ فرماتے ہیں ؎

چوں بشنوی سخن اہل دل مگو کہ خطاست ۔۔۔ سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینجاست

بقیہ صفحہ (ردی) ۔ کہ مظفر حسین تو میں ہی ہوں۔ وہ نہایت شرمندہ ہوا اور اُن کے قدموں میں لوٹنے لگا۔ مولانا نے فرمایا۔ کہ بھائی شرمندگی کی کیا بات ہے ایک مسلمان کا کام کر دیا تو کیا ہو گیا۔

قناعت

۱۹۔ اَلْقَنَاعَةُ مَالٌ لَا یَنْفَدُ۔ (قضاعی عن انسؓ)

ترجمہ۔ قضاعی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ قناعت ایک مال ہے جو ختم نہیں ہوتا۔

صاحب حرص راز خوان کرم ، فیض احسان نمی رسد ہرگز ،
بقناعت گراکہ ایں بالیست کہ بپایاں نمی رسد ہرگز

قناعت کے معنی ہیں کہ جو کچھ میسر آئے اُس پر صبر کرے۔ حرص سے بچے، اور پریشان نہ ہو۔ درحقیقت قناعت ایک نہایت عمدہ وصف اور ایک لازوال اور غیر فانی خزانہ ہے۔ قانع آدمی کا دل بڑا غنی اور بے پرواہ ہوتا ہے، اور طمع و حرص سے پاک ہوتا ہے۔ اور اصل دولت یہی ہے۔ اس کی برکت سے ظاہری رزق میں بھی وسعت و فراخی ہوتی ہے اور قناعت کی بدولت انسان ہر شخص کے نزدیک معزز ہوتا ہے۔ عربی زبان کی ضرب المثل ہے۔ "عز من قنع و ذل من طمع" معزز ہوا وہ شخص جس نے قناعت اختیار کی اور ذلیل ہوا وہ شخص جس نے طمع کی۔

کنز العمال میں ہے کہ ایک شخص نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ کہ میں اس بات کو محبوب رکھتا ہوں۔ کہ میں لوگوں میں سب سے بڑا غنی ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ تو قانع ہو جا تو سب لوگوں سے زیادہ غنی ہوگا۔

سلطان المشائخ محبوب الٰہی نظام الدین اولیاءؒ فرماتے ہیں ؎

در ملکِ قناعت بجہان سلطانیم ، کیخسرو بے حاجب و دربانیم ،
در لذتِ فاقہ ذوق شاہی گیریم ، از دولتِ فقر ملکِ شاہی رانیم ،

فقیہ ابو اللیث سمرقندی ایک حکیم کا مقولہ نقل کرتے ہیں کہ ہم نے چار چیزیں تلاش کیں اور ان کی تلاش کا غلط راستہ اختیار کیا۔ ہم نے غنا کو مال میں تلاش کیا۔ حالانکہ مال میں نہیں تھا۔ بلکہ قناعت میں تھا۔ ہم نے راحت کو (جان و مال کی) کثرت میں تلاش کیا۔ حالانکہ راحت ان کی کمی میں تھی۔ ہم نے اعزاز کو مخلوق میں تلاش کیا (کہ ان کی خوشی کے اسباب اختیار کریں تاکہ ان کے یہاں اعزاز ہو) مگر وہ تقویٰ میں ملا (اور بالکل صحیح ہے کہ جس قدر آدمی میں تقویٰ زیادہ ہوگا، اتنا ہی اس کا اعزاز زیادہ ہوگا) ہم نے اللہ کی نعمت کو کھانے اور پہننے میں تلاش کیا (اور یہ سمجھا کہ یہ اللہ کے بڑے انعامات ہیں) حالانکہ اللہ تعالیٰ کا بڑا انعام اسلام کی دولت اور گناہوں کی ستاری ہے (جس کو یہ دو نعمتیں حاصل ہیں اس پر اللہ کا بڑا انعام ہے) (مولانا زکریا)

حضرت شیخ سعدیؒ نے قناعت کے متعلق خوب فرمایا ہے

اے قناعت توانگرم گرداں ، کہ ورائے تو ہیچ نعمت نیست
کنج صبر اختیار لقمان است ، ہر کہ صبر نیست حکمت نیست

حضرت امام احمدؒ کی قناعت - آپ بڑے قانع اور سیر چشم تھے کبھی کسی سے سوال نہیں کیا۔ حضرت سری سقطیؒ ہمیشہ آپ کیلئے کچھ نہ کچھ بھیجا کرتے تھے تو وہ نہ لیا کرتے۔ حضرت سری سقطیؒ نے فرمایا۔ "اے احمد رد کرنے کی عادت سے بچو"۔ ایک بار جب حضرت سری سقطی نے فرمایا۔ تو (باقی صفحہ ۱۲۳ پر)

۷ صبر

۲۰۔ وَمَنْ یَّتَصَبَّرْ یُصَبِّرْہُ اللّٰہُ وَمَآ اُعْطِیَ اَحَدٌ عَطَآءً ھُوَ خَیْرٌ وَّاَوْسَعُ مِنَ الصَّبْرِ۔ (رواہ البخاری و مسلم عن ابی سعیدؓ)

ترجمہ۔ امام بخاری و مسلم نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اور جو شخص صبر کی توفیق چاہے اللہ تعالیٰ اس کو صبر عطا فرماتا ہے اور صبر سے بہتر اور فراخ تر نعمت کسی (انسان) کو نہیں دی گئی۔

صبر کی تعریف۔ صبر کے لغوی معنی حبس (روک) کے ہیں محاورہ میں ہے "قُتِلَ فُلَانٌ صَبْرًا" فلاں شخص باندھ کر مارا گیا۔ صبر کو بعضوں نے عربی زبان کے لفظ "صبر" سے ماخوذ قرار دیا ہے جو ایلوا یعنی تلخ چیز کا نام ہے۔ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی نے صبر کی تشریح ان الفاظ میں کی ہے کہ "اَلصَّبْرُ عِنْدَنَا حَبْسُ النَّفْسِ مِنَ الشَّکْوٰی لَا اِلَی اللّٰہِ" یعنی صبر کی حقیقت ہمارے یہاں یہ ہے کہ آدمی اپنے جی کو شکوہ و شکایت سے روکے رکھے۔ لیکن خدا تعالیٰ کے آگے نہیں۔ عربی زبان کی ضرب المثل ہے "لِکُلِّ شَیْءٍ جَوْھَرٌ وَجَوْھَرُ الْعَقْلِ الصَّبْرُ" ہر ایک چیز کیلئے ایک جوہر ہے اور عقل کا جوہر صبر ہے۔

صبر۔ ایک نہایت پسندیدہ و حمیدہ وصف ہے۔ دنیا و آخرت کی بھلائیاں اور کامیابیاں صبر میں مستور ہیں۔ صبر و ثبات کی پریشانی و گھبراہٹ کو دور کرتا ہے۔ صبر سے ہر مشکل سے مشکل کام آسان ہوتا ہے۔ آخرت کے عذاب سے نجات ملتی ہے۔ صبر کو نہایت ہی تلخ و کڑوا و ناگوار ہے مگر اس تلخ گھونٹ کو پینے والا خوش قسمت انسان ہوتا ہے۔ جو تمام فائدوں و

نعمتوں سے مالا مال ہوتا ہے۔ اور تمام مضرتوں سے محفوظ رہتا ہے حضرت عمر فاروق
(رضی اللہ عنہ) کا قول ہے "خیر عیش ادرکناہ بالصبر"۔ راحت و آرام
کی زندگی ہم نے صبر کرنے سے پائی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ
صبر ایمان کے لئے ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ بدن کے لئے سر ہے۔ بدن کے
ساتھ سر نہ ہو تو زندگی کہاں ایمان کے ساتھ صبر نہیں تو ایمان کہاں)۔

وَاِذَا عَرَتْكَ بَلِيَّةٌ فَاصْبِرْ — صَبْرَ الْكَرِيْمِ فَاِنَّهُ بِكَ اَعْلَمُ
اور جب کوئی بلا تجھپر نازل ہو تو صبر کر — صبر اچھا کیونکہ تیرے رب کو خوب علم ہے
وَاِذَا تَشَكَّوْتَ اِلَى ابْنِ اٰدَمَ — تَشْكُوا الرَّحِيْمَ اِلَى مَنْ لَّا يَرْحَمُ

اور جب تو نے اس کا شکوہ کسی آدمی سے کیا۔ تو رحیم کا شکوہ اس
سے کرتا ہے۔ جو رحم نہیں کرتا۔

امام مسلم نے حضرت صہیب رض سے روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ مومن کی عجیب شان ہے۔ کیونکہ اس کا ہر ایک کام
اس کے لئے بہتر ہے۔ اور یہ صورت سوائے مومن کے اور کسی کی نہیں،
جب اُسے خوشی پہنچتی ہے۔ تو وہ شکر کرتا ہے پس یہ اس کے لئے بہتر ہے،
اور اگر اس کو تکلیف پہنچتی ہے۔ تو وہ صبر کرتا ہے۔ پس یہ اس
کے لئے بہتر ہے۔

امام احمد و ابو داؤد نے حضرت محمد بن خالد السلمی سے وہ اپنے والد
سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا۔ کہ جب خدا کے ہاں کسی بندہ کے لئے کوئی ایسا مرتبہ مقرر کیا جاتا

سے ہے۔ کہ وہ اپنے اعمال صالحہ سے اس کو حاصل نہیں کر سکتا۔ تو خدا تعالیٰ اس کو جسمانی، مالی اور بال بچوں سے متعلق ابتلا و مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے یعنی یا تو وہ بیمار ہوتا ہے۔ یا اس کا مال ضائع ہوتا ہے یا اولاد کو نقصان پہنچتا ہے۔ پھر اس کو خدا اس پر صبر عطا کرتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کو اس مرتبہ پر پہنچا دیتا ہے، جو اس کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔

صبر کے اقسام ۔ صبر تین قسم کا ہے (۱) اطاعت الٰہی پر صبر (۲) ترک معصیت پر صبر (۳) مصیبت پر صبر۔

قسم اول و دوم میں انسان کے کسب کا بھی دخل ہے۔ مگر قسم سوم میں کسب انسانی کو کوئی دخل نہیں ہے۔

امام غزالیؒ نے دقائق الاخبار میں لکھا ہے۔ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ صبر تین ہیں۔ ایک طاعت و عبادت پر صبر کرنا۔ یعنی طاعت و عبادت پر مداومت کرنا اور ریاضت سے اکتا جانا دوسرا گناہ پر صبر کرنا یعنی اپنے اعضا کو گناہ سے باز رکھنا اور دل کو بری خواہشوں سے روکنا۔ تیسرا مصیبت پر صبر کرنا۔ سو جو کوئی طاعت پر صبر کرے گا۔ حق تعالیٰ اس کو قیامت کے دن سو درجے جنت میں عطا فرمائے گا۔ ہر ایک درجے کے درمیان اتنا فاصلہ ہو گا۔ جتنا زمین و آسمان کے درمیان ہے۔ اور جو گناہ پر صبر کرے گا۔ حق تعالےٰ اُس کو سو درجے عطا فرمائے گا۔ ہر ایک درجہ کے درمیان اتنا فاصلہ ہو گا۔ جتنا عرش اور تحت الثریٰ کے درمیان ہے۔ اور جو مصیبت پر صبر کرے گا۔ حق تعالیٰ اس کو اسی طرح کے ایک ہزار نو سو درجے عطا فرمائے گا۔

ابنِ کثیر نے لکھا ہے۔ کہ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں قیامت کے دن ایک منادی پکارے گا۔ کہ صبر کرنے والے کہاں ہیں؟ اُٹھیں اور بغیر حساب کتاب کے جنت میں چلے جائیں۔ کچھ لوگ اُٹھ کھڑے ہوں گے۔ جنت کی طرف بڑھیں گے۔ فرشتے انہیں دیکھ کر پوچھیں گے کہ کہاں جا رہے ہو؟ یہ کہیں گے جنت میں، وہ کہیں گے ابھی تو حساب نہیں ہوا۔ کہیں گے کہ ہاں حساب سے پہلے۔ پوچھیں گے آخر آپ لوگ کون ہیں؟ جواب دیں گے ہم صابر لوگ ہیں۔ خدا کی فرمانبرداری میں لگے رہے اور اُس کی نافرمانی سے بچتے رہے، مرتے دم تک اس پر اور اس پر صبر کیا۔ اور جمے رہے۔ فرشتے کہیں گے پھر تو ٹھیک ہے۔ بیشک تمہارا یہی بدلہ ہے۔ اور اسی لائق تم ہو جاؤ جنت میں مزے کرو، اچھے کام کرنے والوں کا اچھا ہی انجام ہے۔

صبرِ ایوبی (حضرت ایوب علیہ السلام بڑے ہی صابر اور مستقل مزاج تھے۔ صبر کے پہاڑ اور ثابت قدمی کا نمونہ تھے، یہاں تک کہ صبر ایوبؑ زبان زد عوام ہے۔ پہلے بڑے مالدار اور آسودہ حال تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کا امتحان لینا چاہا۔ اور اُنکو طرح طرح سے آزمایا۔ حضرت ایوبؑ کو ستر برس کی عمر میں خدا نے سخت عوارض اور امراض میں مبتلا فرمایا۔ تمام بدن میں کیڑے پڑ گئے مگر اُف تک نہ کی، اللہ کی حمد ادا کرتے رہے۔ ایک روایت کے مطابق سات برس اور ایک روایت کے مطابق تیرہ برس اُن کے صبر کی آزمائش کی۔ اور امتحان میں اُن کو صابر پایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

إِنَّا وَجَدْنَاهُ صَابِرًا۔ ترجمہ۔ بے شک ہم نے اُس کو صابر پایا۔

۷ شکر

۲۱ - اَشْکَرُ النَّاسِ لِلّٰہِ اَشْکَرُھُمْ لِلنَّاسِ -

(ابن عدی عن عبداللہ بن مسعودؓ)

ترجمہ: ابن عدی نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بڑا شکر گذار لوگوں میں اللہ تعالیٰ کا وہ ہے جو انہیں بڑا شکر گزار ہو لوگوں کا

تو نعمت زوستے ہر کہ رسد، نہ بمیدان شکر کو بی پائے
کے بشکر خدا قیام کند، تارکِ شکر بندگان خدائے

شکر ضد ہے کفر کا، شکر کہتے ہیں کسی محسن کی دی ہوئی نعمت پر اُس کی ثنا و تعریف کرنے کو اور کفر کہتے ہیں محسن کی دی ہوئی نعمت پر اس کی ثنا و تعریف نہ کرنے کو جس کو ناشکری اور احسان نہ ماننا کہتے ہیں جو نہایت ہی کمینہ پن اور بے حمیتی ہے۔ شکر ایک ایسا پسندیدہ وصف ہے کہ اس سے ایک تو دی ہوئی نعمت زائل نہیں ہوتی - اور دوم اس سے مزید نعمتوں کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ جو کبھی بند نہیں ہوتا۔ عربی زبان کی ضرب المثل ہے "مَنْ لَّمْ یَشْکُرْ عَلَی النِّعَمِ فَقَدِ اسْتَدْعٰی زَوَالَھَا" جس نے نعمت کا شکر ادا نہ کیا۔ تحقیق اس نے نعمت کا زوال چاہا۔ نیز "لَا زَوَالَ لِلنِّعَمِ اِذَا شُکِرَتْ وَلَا اِقَامَۃَ لَھَا اِذَا کُفِرَتْ" شکر سے نعمت زائل نہیں ہوتی اور ناشکری سے نہیں ٹھہرتی۔

ترمذی اور ابوداؤد نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے،

کہ پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جس شخص کو ہدیہ کے طور پر کوئی چیز دی جائے اور اس کو عوض کا مقدور ہو تو ضرور اس کا بدلہ دے اور جس کو بدلہ دینے کا مقدور نہ ہو تو وہ ہدیہ دینے والے کی تعریف کرے اسلئے کہ جس نے تعریف کی پس اُس نے شکر ادا کیا۔ اور جس نے احسان کو چھپایا (یعنی نہ تو بدلہ دیا اور نہ تعریف کی) پس اُس نے کفرانِ نعمت کیا۔۔ کنز الایمان میں ہے کہ اگر کوئی شخص ایک سوئی کے برابر بھی احسان کرے تو تم اُس کا بدلہ دو۔ گر بدلہ نہ دے سکو اُس کے حق میں دعائے خیر کرو۔ اور اس کے احسان کو یاد رکھو اور جو شخص محسن کی شکر گذاری نہیں کرتا وہ بدبخت ہے۔ تذکرۃ الصالحین میں ہے کہ حضرت عثمانؓ کا اگر کوئی شخص ایک کام بھی کر دیتا تھا تو آپ ہر ملاقات کے وقت اس کی شکر گذاری کرتے تھے ابوداؤد نے حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت کی ہے کہ پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اگر کوئی شخص تمہارے ساتھ کچھ احسان کرے تو تم بھی بدلے میں احسان کرو۔ اور اگر یہ نہ کر سکو تو اپنے محسن کے حق میں دعا کرو۔ یہاں تک کہ تمہیں اطمینان ہو جائے کہ تم نے اس کے احسان کا بدلہ پورا کر دیا ہے۔ ترمذی نے حضرت اسامہ بن زید سے روایت کی ہے کہ پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کے ساتھ کچھ احسان کیا جائے اور وہ اپنے محسن کے حق میں یہ الفاظ کہے "جَزَاکَ اللّٰہُ خَیْرًا" یعنی اللہ تجھے جزائے خیر دے، تو اس نے اپنے محسن کی پوری تعریف کی۔ اسلامی طریقہ شکریہ ادا کرنے کا یہی ہے۔ صرف شکریہ کہنے یا مہربانی کہنے سے کچھ حق ادا نہیں ہوتا۔ حافظ شیرازی کا شعر بہت ہی مناسب اور برمحل ہے ؎

جَزَاکَ اللّٰہُ فِی الدَّارَیْنِ خَیْرًا　　　وَقَاکَ اللّٰہُ فِی الْکَوْنَیْنِ ضَیْرًا

حاجت روائی

۲۲- مَنْ کَانَ فِیْ حَاجَۃِ اَخِیْہِ کَانَ اللّٰہُ فِیْ حَاجَتِہٖ ۔

(ابوداؤد عن سالم عن ابیہ)

ترجمہ - امام ابو داؤد نے حضرت سالم سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں - کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے ، اس لئے ہر ایک مسلمان دوسرے مسلمان پر کوئی ظلم کرے اور نہ اس پر کسی دوسرے کو ظلم کرنے دے جو شخص اپنے (مسلمان) بھائی کی حاجت روائی کرتا ہے - اللہ تعالیٰ اس کی حاجت روائی کرتا ہے -

ہر انسان محتاج اور ضرورت مند ہے اور ہر آدمی کا دوسرے آدمی کے ساتھ حاجت و ضرورت وابستہ ہے پس ہر ایک انسان کو چاہیئے - کہ حاجت و ضرورت کے وقت دوسروں کے کام آئے - اور بطیب خاطر لوگوں کی حاجت روائی کرنے میں کوشاں رہے تاکہ اللہ تعالیٰ راضی ہو ، اور اس کے اپنے کام آسان ہوں ؎

ناتوانی حاجت مسکین برار ۔ تا برارد حاجتت را کردگار

کار درویش مستمند برآر ۔ کہ ترا نیز کارہا باشد

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ - حضرت موسیٰ علیہ السلام مصر سے بھاگ کر مدین کی طرف روانہ ہوئے ، تو جب آپ مدین کے

پانی پر پہنچے تو دیکھا کہ لوگوں کی ایک جماعت وہاں (اپنے اپنے جانوروں کو) پانی (کنویں سے کھینچ کھینچ کر) پلا رہے ہیں۔ اور دو عورتوں کو الگ کھڑی ملاحظہ فرمایا کہ اپنی بکریوں کو (ان جانوروں کے ساتھ پانی پینے سے) روک رہی ہیں (تو آپ کو ان بکریوں پر اور ان عورتوں پر رحم آیا) اور ان سے دریافت فرمایا کہ تمہارا کیا حال ہے؟ (تم اپنے جانوروں کو اس پانی سے کیوں روک رہی ہو؟) وہ بولیں جب تک یہ چرواہے (اپنے جانوروں کو پانی پلا کر) نہ لوٹالیں ہم پانی نہیں پلاتیں، کیونکہ ہم تو خود پانی نکال نہیں سکتیں۔ اور ہمارے والد بہت بڑی عمر کے بوڑھے ہیں تو آپ نے خود ہی ان بکریوں کو پانی (کھینچ کر) پلا دیا۔

بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جس شخص نے میری اُمت کے کسی فرد کی حاجت روائی کی تاکہ اُسے خوش کرے پس اس نے مجھے خوش کیا پس جس نے مجھے خوش کیا اس نے خدا کو خوش کیا۔ خدا اس کو جنّت میں داخل کرے گا۔

مسند امام اعظم میں حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہر ایک نیکی جو تو کسی مالدار یا کسی نادار کے ساتھ کرے۔ وہ ایک صدقہ ہے۔ اور ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص کسی دوسرے شخص کو جو تکلیف میں ہو آرام پہنچائے، اللہ تعالیٰ اس کو دنیا و آخرت میں آرام پہنچاتا ہے۔

نفع رسانی

۲۳۔ خَیْرُ النَّاسِ اَنْفَعُهُمْ لِلنَّاسِ۔

(رواہ القضاعی عن جابر رضی اللہ عنہ)

ترجمہ۔ قضاعی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ سب لوگوں سے بہتر زیادہ نفع دینے والا ان کا ہے لوگوں کو۔

اے کہ پرسی کہ بہترین کس کیست گویم از قول بہترین کساں
بہترین کس کسے بود کہ ز خلق، بیش باشد بخلق نفع رساں
(جامی)

مخلوق خدا کو نفع اور فائدہ پہنچانا، آرام وراحت دینا ان کے کاموں اور حاجتوں کو پورا کرنا ان کی خدمت اور خبر گیری کرنا نہایت ہی پسندیدہ وصف اور بڑا کار خیر ہے۔ اور جنت میں لے جانے کا بہترین ذریعہ و وسیلہ ہے انسان کو چاہیئے کہ جہاں تک ہو سکے دینی و دنیوی اعتبار سے مخلوق خدا کو نفع، اور فائدہ پہنچانے میں کوشاں رہے۔ تاکہ اللہ عزوجل راضی ہو لوگوں کے دل خوش ہوں۔ اور دعائے خیر دیتے رہیں حضرت علی رض فرماتے ہیں۔ کہ خلق خدا کے ساتھ نیکی کرنے سے جس قدر شکر گذاری ہوتی ہے وہ اور کسی صورت میں نہیں ہو سکتی، عبداللہ بن امام احمد نے کتاب زوائد الزہد میں حضرت حسن بصری رح سے

بطریق ارسال روایت کی ہے۔ کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بندوں میں سب سے زیادہ محبوب زیادہ نفع پہنچانے والا ہے، ان کا اس کے عیال کو یعنی مخلوقِ خدا کو، بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ مخلوق خدا کا کنبہ ہے۔ پس محبوب ترین شخص مخلوق میں سے وہ ہے جو خدا کے کنبہ کے ساتھ احسان کرے۔

خورش دہ بہ کنجشک و کبک و حمام | کہ شاید ہمائے در افتد بدام
چو ہر گوشہ تیر نیاز افگنی | بناگاہ بینی کہ صیدے کنی

دار قطنی نے کتاب الافراد اور ضیاء مقدسی نے حضرت جابرؓ سے روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن محبت و الفت کرتا ہے، اور اس سے محبت و الفت کی جاتی ہے۔ اور اس شخص میں بھلائی اور خیر و خوبی نہیں جو کسی سے محبت و الفت نہیں کرتا۔ اور نہ اس سے کوئی محبت و الفت رکھتا ہے۔ اور سب لوگوں سے بہتر زیادہ نفع دینے والا ہے ان کا لوگوں کو،

امام مسلم نے حضرت جابرؓ سے روایت کی ہے۔ کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ تم لوگوں میں سے جس سے ہوسکے کہ اپنے (مسلمان) بھائی کو فائدہ پہنچائے تو اسے چاہیئے کہ پہنچائے۔

قناعت از صفحہ ۵۳) امام صاحب نے کہا ذرا پھر کہو۔ حضرت سری سقطی نے پھر کہا۔ کہ "رد کرنے کی آفت سے بچو"، امام صاحب نے سوچ کر جواب دیا۔ "اچھا اسے اٹھا رکھو۔ ابھی ایک مہینہ کا خرچ موجود ہے وہ ختم ہولے تو لے لوں گا۔"

سخاوت

۲۴ - اَلْجَنَّةُ دَارُ الْاَسْخِیَاءِ ۔ (ابن عدی وقضاعی عن عائشہؓ)

ترجمہ - ابن عدی و قضاعی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - کہ جنت سخی لوگوں کا گھر ہے

حق تعالیٰ بر در جنت نوشت ایں کہ جائے اسخیا باشد بہشت

(شیخ عطارؒ)

انسانی اوصاف جمالیہ اور بشری کمالات عالیہ میں سخاوت ایک بلند و بزرگ درجہ کا انعام خداوندی ہے کہ خالق و مخلوق سب کے نزدیک محبوب و پسندیدہ اور موجب مراتب عالیہ اور باعث دخول جنت و درجات اعلیٰ ہے - اور ایک ایسی عمدہ اور محمود خصلت ہے جس کی بدولت انسان لوگوں کی نگاہوں میں ہر دلعزیز اور منظور نظر اور قابل وجاہت و سیادت بن جاتا ہے - اور کامیابی و سرداری اس کے قدم چومنے لگتی ہے - عربی زبان کی ضرب المثل ہے (وَمَنْ جَادَ سَادَ وَمَنْ سَادَ بَلَغَ الْمُرَادَ "جس نے کی سخاوت وہ سردار بنا اور جو سردار بنا اس نے مراد پائی")

اولیاء اللہ کی مخصوصہ صفات میں سے ایک بزرگ صفت سخاوت ہے -

ہر کرا عادت شود جود و کرم درمیانِ خلق گردد محترم

حاتم طائی اپنی سخاوت و سماحت اور جود و کرم کی وجہ سے دنیا بھر میں

مشہور و معروف ہے۔ یہاں تک کہ سخاوت میں وہ ضرب المثل ہے۔ اور لوگ سخاوت کے موقع پر اس کا نام لیکر کہا کرتے ہیں کہ فلاں حاتم طائی ہے شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں

نماند حاتم طائی و لیکن تا ابد ۔۔۔ بماند نام نیکو یش مشہور

ابن عدی نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جمیل ہے جمال کو پسند فرماتا ہے سخی ہے سخاوت کو پسند فرماتا ہے۔ نظیف ہے نظافت کو پسند فرماتا ہے۔ ترمذی نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سخی قریب ہے اللہ سے۔ قریب ہے جنّت سے۔ قریب ہے لوگوں سے، دور ہے دوزخ سے، اور بخیل دور ہے اللہ سے دور ہے جنت سے، دور ہے لوگوں سے، قریب ہے دوزخ سے، اور جاہل سخی اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت پیارا ہے عابد بخیل سے ۔

اسخیا را با جہنم کار نیست ۔۔۔ جائے ممسک جز میان نار نیست

بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سخاوت جنت میں ایک درخت ہے، پس جو شخص سخی ہے وہ اس درخت کی ایک شاخ پکڑ لیگا، اور شاخ اس کو اس وقت تک نہ چھوڑے گی، جب تک اس کو جنت میں داخل نہ کرے گی.....

تفسیر روح البیان میں ہے۔ کہ ایک مجوسی نے سو دینار صدقہ کئے۔ حضرت شبلیؒ نے اسے دیکھ کر فرمایا۔ اے مجوسی! یہ صدقہ تجھے کیا

فائدہ دے گا! وہ مجوسی رونے لگا۔ اور آسمان کی طرف دیکھا۔ ناگاہ ایک رقعہ آسمان پر سے گرا۔ جس میں سبز خط سے یہ اشعار لکھے ہوئے تھے۔

مُكَافَةُ السَّمَاحَةِ دَارُ الْخُلْدِ ، وَأَمْنٌ مِنْ مَخَافَةِ يَوْمِ بُؤْسِ

سخاوت کا بدلہ ہمیشہ رہنے کا گھر ہے، اور بہت کڑے دن یعنی قیامت کے دن کے خوف سے

وَمَا نَارٌ بِمُحْرِقَةٍ جَوَادًا ، وَلَوْ كَانَ الْجَوَادُ مِنَ الْمَجُوسِ

اور دوزخ کی آگ سخی کو نہ جلا سکیگی۔ اگرچہ وہ سخی مجوسی ہی کیوں نہ ہو۔

حضرت امام زین العابدینؓ۔ آپ بڑے سخی تھے۔ خدا کی راہ میں سوال کرنے والے کو جو کچھ پاس ہوتا تھا عطا فرماتے تھے۔ ایک دفعہ کسی شاعر نے آپ کی خدمت بابرکت میں ایک قصیدہ پیش کیا۔ آپ نے خوش ہو کر اپنی چادر مبارک اور سترہ ہزار دینار عطا فرمائے۔ شاعر نے روپیہ لینے سے تو انکار کر دیا۔ مگر چادر مبارک اپنے کفن کے لئے قبول کر لی۔ لیکن آپ نے اُس عطا کردہ روپیہ کو یہ کہہ کر کہ اہل بیت کی بخشش واپس نہیں ہوتی واپس نہیں کیا۔

حضرت امام مالکؒ کی فیاضی۔ حضرت امام مالکؒ بڑے فیاض تھے ایک بار حضرت امام شافعیؒ گھوڑے کے اصطبل کا ملاحظہ فرما رہے تھے۔ امام شافعیؒ نے بعض گھوڑوں کی تعریف کی۔ امام صاحب نے تمام اصطبل ان کی نذر کر دیا۔ ہر سال امام شافعیؒ کو گیارہ ہزار دینار مرحمت فرماتے تھے

حضرت امام شافعی کی سخاوت۔ اتحاف میں ہے کہ ربیع بن سلیمان کہتے ہیں کہ حضرت امام شافعیؒ ایک تیز سواری پر سوار ہو رہے تھے ایک شخص نے جلدی سے رکاب پکڑ لی تاکہ چڑھنے میں سہولت ہو۔ حضرت امام نے (باقی صفحہ ۸۷ پر دیکھئے)

مہمان نوازی

۲۵۔ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهٗ۔

(بخاری و مسلم عن ابی ہریرہ رضہ)

ترجمہ۔ امام بخاری و مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص خدا پر اور قیامت دن پر ایمان رکھتا ہو اُسے چاہیئے کہ وہ اپنے مہمان کی عزت کرے۔

ضَيْفَ اَكْرِمْهُ مَا اسْتَطَعْتَ جِوَارَهٗ ۔ حَتّٰى يَعُدَّكَ وَارِثًا يَتَنَسَّبُ۔

(دیوان علی)

برادر میہمان را نیک دار ، ہست مہمان از عطائے کردگار

مہمان نوازی اور ضیافت کی صفت اخلاق کریمانہ میں سے ایک و لعزیز اور محبوب صفت ہے مہمان نواز آدمی کے گھر میں بھلائی اور مال وزی میں برکت پیدا ہوتی ہے۔ لوگ اسے دعائیں دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پر رحم فرماتا ہے۔ مہمان چاہے جان پہچان کا ہو چاہے انجان ہو، اس طیم و تکریم ضروری ہے۔ اُسے کھلانا، پلانا، آرام و راحت پہنچانا ہمارا ا کام ہے۔ مہمانی کا حق تین دن تک ہے۔ اس کے بعد مہمانی نہیں صدقہ ۔ مہمان کو بھی چاہیئے کہ میزبان کے پاس اتنا عرصہ نہ ٹھہرے، کہ وہ ا اُکتا جائے۔ ایک دن رات مہمان نوازی میں تکلف سے کام لینا چاہیئے۔

اس کے بعد تکلف کی ضرورت نہیں جو کچھ گھر تیار ہو وہی مہمان کے سامنے رکھ
ترمذی نے حضرت ابوالاحوص جشمی سے انہوں نے اپنے والد سے روایت
ہے۔ کہ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کہ اگر میں کسی شخص کے ہاں جا کر مہمان بنوں
اور وہ میری مہمان نوازی نہ کرے اور میری ضیافت کا حق ادا نہ کرے پھر وہ
میرے ہاں آکر مہمان ہو تو کیا میں اس کی مہمان نوازی کروں یا اس سے بدلہ لوں
آپ نے فرمایا، اس کی مہمان نوازی کرو۔

امام بخاری و مسلم نے حضرت ابو شریح کعبی سے روایت کی ہے کہ پیغمبر
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص خدا اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اس کو
چاہیئے کہ وہ اپنے مہمان کی عزت کرے۔ اور خاطر و مدارات کا زمانہ ایک دن
اور ایک رات ہے (یعنی تکلفات واحسان کا)، اور مہمان کی ضیافت کی مدت
اور تین رات ہے اور اس کے بعد مہمان نوازی صدقہ و خیرات ہے اور مہمان کو
کہ وہ اپنے میزبان کے ہاں زیادہ عرصہ تک نہ ٹھہرے کہ وہ تنگ آجائے

ابن ماجہ نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا بھلائی، روزی و برکت اس گھر کی طرف تیزی سے بڑھتی ہے۔ جس
کھانا کھایا جاتا ہے جس طرح اونٹ کا گوشت کاٹنے میں چھری تیزی سے کوہان کی
طرف جاتی ہے۔۔۔۔ ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ پیغمبر
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سنت ہے کہ آدمی اپنے مہمان کا استقبال دروازہ سے
نکل کر کرے یا رخصت کے وقت گھر کے دروازہ تک پہنچائے۔ مہمان کو رخصت کرنے
کیلئے اسکے ساتھ گھر کے دروازہ تک جانا چاہیئے کیونکہ اس سے مہمان کی عزت

ہوتی ہے۔ ایک مرتبہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ رو رہے تھے۔ لوگوں نے عرض کیا یا امیرالمؤمنین! آپ کیوں روتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ سات دن سے کوئی مہمان میرے گھر نہیں آیا۔ مجھے یہ ڈر ہے کہ حق تعالیٰ شانہ نے کسی بات سے ناراض ہو کر، میرے ذلیل کرنے کا تو ارادہ نہیں فرمالیا۔

(۲) ایک سبق آموز واقعہ۔ تاریخ خمیس میں ہے کہ جس وقت ابن ملجم نے حضرت علی کرم کے ماتھے پر تلوار ماری اور آپ شدید زخم کھا کر زمین پر گر پڑے۔ تو فرمایا میرے قاتل کو پکڑ کر میرے پاس لے آؤ۔ یہ حکم سن کر لوگوں نے ابن ملجم کو گرفتار کر کے آپ کے پاس لا کر بٹھا دیا۔ آپ نے فرمایا۔ اے لوگو! میرے مہمان کے لئے نرم بستر بچھاؤ اور اس کے لئے اچھا خوش خائقہ مزہ کا کھانا کھلاؤ۔ اس کے لئے سرد پانی لاؤ۔

مسلمانو! تم نے غور کیا۔ کہ قاتل مہمان کی کیا مدارات کی۔ کہاں تک اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر عمل کیا۔ جان جاتی ہے جائے، مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی آن نہ جائے۔

(۳) امام بخاریؒ کی مہمان نوازی۔ امام بخاریؒ بڑے سخی اور مہمان نواز تھے حافظ ابن حجرؒ نے لکھا ہے کہ امام بخاریؒ نے شہر بخارا کے باہر ایک مہمان سرا بنوائی تھی۔ اس کی تعمیر کے وقت جو مزدور معماروں کو اینٹیں پہنچاتے تھے ان میں خود امام بخاری بھی شامل تھے، یہ امام ربانی اپنے سر پر اینٹیں رکھ کر لے جاتے اور راجوں کو دیتے۔ ایک شاگرد نے ازراہ دلسوزی ایک روز عرض کیا کہ آپ کو اس محنت کی کیا ضرورت ہے؟ امام موصوف نے فرمایا۔ کہ "ھٰذَا الَّذِیْ یَنْفَعُنِیْ" یہ وہ کام ہے جو مجھ کو نفع دے گا۔

غربا پروری

۲۶- اَلسَّاعِیْ عَلَی الْاَرْمِلَةِ وَالْمِسْکِیْنِ کَالْمُجَاھِدِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَوْ کَالَّذِیْ یَصُوْمُ النَّھَارَ وَیَقُوْمُ اللَّیْلَ۔ (ترمذی عن صفوان بن سلیم رض)

ترجمہ۔ ترمذی نے حضرت صفوان بن سلیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیوہ عورت اور مسکین کی مدد کرنے والا اللہ کے راستے جہاد کرنے والے کے برابر ہے یا اس شخص کے برابر ہے جو ہمیشہ دن کو روزہ رکھتا ہو اور رات کو قیام کرتا ہو۔

غریبوں، مسکینوں، فقیروں، محتاجوں، کمزوروں، ناتوانوں کی مدد و دستگیری ان کی یاد گیری و خبرگیری ان کی نصرت و اعانت امور خیر اور اخلاق فاضلہ میں سے ہے ایسے لوگوں کی خدمت سے بگڑے ہوئے کام بن جاتے ہیں اور ان کی دعا سے دین و دنیا سنور جاتی ہے۔ قرآن و حدیث میں اس کی بہت تاکید آئی ہے

رحم خواہی رحم کن بر اشکبار　　رحم خواہی بر ضعیفاں رحمت آر

رحمت حق تجھ کو ہے مد نظر　　مہرباں ہو رحم مسکینوں پہ کر

اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّہٗ وَالْمِسْکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ۔ (سورہ بنی اسرائیل رکوع ۳) ترجمہ۔ اور دیں رشتہ داروں کو ان کا حق اور مسکین کو اور مسافر کو۔ اس آیت میں رشتہ داروں اور مسکینوں اور مسافروں کے حقوق کی ادائیگی کا حکم ہو رہا ہے کسی مسکین کے دل کو خوش کرنا اور اسکی حاجت روائی کرنی بڑا کار ثواب ہے۔

امام بخاری نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو سات باتوں کا حکم فرمایا.... کمزوروں کی مدد کرنے کا اور مظلوموں کی اعانت کا۔

بترس زآنکہ بر افتادگان نہ بخشاید ، کہ چوں زپائے درآید کسش نگیرد دست

حکیم ترمذی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ چار خصلتیں ہیں کہ جن میں وہ ہوں اللہ تعالیٰ اس پر اپنی رحمت پھیلا دیگا۔ اور اس کو اپنی جنت میں داخل کریگا۔ جو شخص کسی محتاج مسکین کو جگہ دے اور کمزور پر رحم کرے اور مملوک پر نرمی کرے اور ماں باپ پر خرچ کرے،

امام نسائی نے حضرت ابو داؤد سے روایت کی ہے کہ میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ مجھے اپنے کمزوروں میں تلاش کرو تم کو روزی اور فتح و نصرت ان لوگوں کی برکت سے ملتی ہے۔ جو تم میں کمزور و ناتواں ہیں۔

امام بخاری نے حضرت مصعب ابن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مرسلاً روایت کی ہے۔ حضرت سعد کو خیال ہوا کہ ان کو اپنے سے نیچے درجہ کے حضرات پر فضیلت حاصل ہے تو اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ تمہاری مدد ہو کی جاتی ہے اور تم کو جو رزق عطا کیا جاتا ہے یہ محض تمہارے ضعفاء اور کمزوروں کی بدولت ہوتا ہے۔

انگریزی زبان میں ضرب المثل ہے۔

Help Those who are down.

(باقی صفحہ ۹۳ پر دیکھیں)

اتفاق

۲۷۔ يَدُ اللّٰهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ۔ (ترمذی عن ابن عباس رض)

ترجمہ۔ ترمذی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ جماعت کے اوپر ہے۔

آپس میں اتفاق و اتحاد، محبت و یگانگی سے رہنا ایک دوسرے کو اپنے آپ پر ہر بات میں ترجیح دینا یکدل و یکزبان بنکر رہنا آپس میں ملاپ و جماعت بننے کا ایک بہترین ذریعہ ہے۔ اتفاق و اتحاد میں اللہ تعالیٰ نے وہ قوت و طاقت رکھ دی ہے کہ کسی دوسری چیز میں ایسی قوت و طاقت نہیں رکھی۔ اتفاق و اتحاد سے کمزور و ناتوان قوموں کا منتشر شدہ شیرازہ مجتمع ہوتا ہے اسی کی بدولت قومیں اپنے پاؤں پر کھڑی ہو کر دنیا کو فتح کر لیتی ہے قرآن و حدیث میں اس پر بہت زور دیا گیا ہے۔ اور اس کے بارے میں تاکیدی احکام صادر ہوتے ہیں۔ بہت سی احادیث میں آیا ہے کہ اتفاق کے وقت وہ خطا سے بچ جائیں گے۔ اور بہت سی احادیث میں نااتفاقی اور پھوٹ سے ڈرایا ہے۔ انگریزی زبان میں ضرب المثل ہے۔

(United we stand, divided we fall.)

نیز حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ لوگو! تم شہد کی مکھیوں کی طرح ہو جاؤ۔ اگرچہ پرندوں میں وہ کوئی حیثیت نہیں رکھتیں اور دوسرے پرند،

ان کو بے حقیقت چیز تصور کرتے ہیں مگر وہ نہیں جانتے کہ اس کے اندر کیا کیا برکات ہیں۔ کسی شاعر نے خوب کہا ہے ؎

زاتفاق مگس شہد می شود پیدا ‏ خدا چہ لذت شیریں در اتفاق نہاد

اللہ عزّوجل فرماتا ہے "وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا (سورہ آل عمران رکوع ۱) اور اللہ کی رسی کو سب مل کر مضبوط تھام لو، اور پھوٹ نہ ڈالو۔

ابن کثیر نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ" پھر فرمایا اتفاق کرو اختلاف سے بچو۔

حبل اللہ سے کیا مراد ہے؟ علمائے مفسرین نے اس کے کئی معنے بیان کئے ہیں۔ عبداللہ بن مسعودؓ اور ابن عباسؓ اور انسؓ وغیرہ نے اس سے جماعت مراد لی ہے۔ چنانچہ درِّ منثور میں ہے کہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے، کہ خدا تعالیٰ کی رسی سے مراد جماعت ہے۔ ابن ابی حاتم نے سماک بن الولید سے روایت کی ہے کہ وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ملا اور کہا آپ کیا فرماتے ہیں (اس لیے) بادشاہ کے بارہ میں کہ ہم پر ظلم کرتا ہے۔ ہمیں گالیاں دیتا ہے۔ اور ہم پر ہمارے صدقات میں زیادتیاں کرتا ہے کیا ہم نہ دیں اُن کو؟ فرمایا نہیں (بلکہ) ان کو دو جماعت کو لازم پکڑو۔ جماعت کو لازم پکڑو۔ بیشک گذشتہ قومیں اپنی پھوٹ کی وجہ سے ہلاک ہوئیں، کیا تو نے نہیں سُنا اللہ تعالیٰ کا قول (وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا)

ابن ماجہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا

نے فرمایا۔ کہ بنی اسرائیل اکہتر فرقوں میں منقسم ہو گئی۔ اور میری اُمّت بہتر فرقوں میں منقسم ہو گی سب دوزخ میں جائیں گے بجز ایک فرقہ (جنتی ہو گا) صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) اور وہ ایک فرقہ کون سا ہو گا؟ فرمایا۔ جماعت۔ پھر فرمایا: وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰہِ الخ"

امام احمد ابوداؤد نے حضرت ابوذرؓ سے روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جو شخص جماعت سے بالشت بھر جدا ہوا۔ اس نے اسلام کا پٹہ اپنی گردن سے نکال دیا۔

(حضرت علیؓ کی آخری وصیّت۔ طبری اور ابن الحدید نے لکھا ہے کہ حضرت علیؓ نے وفات کے وقت حسب ذیل وصیّت لکھوائی:۔

یہ علی بن ابی طالب کی وصیّت ہے، وہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اللہ نے انہیں ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تھا تاکہ تمام دینوں پر اُسے غالب کر دیں۔ اگرچہ مشرکین کو یہ ناپسند ہو۔ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ط۔

پھر اے حسنؓ! میں تجھے اور اپنی اولاد کو وصیّت کرتا ہوں کہ خدا سے ڈرتے رہنا اور جب مرنا تو اسلام پر مرنا سب ملکر اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑے رہنا اور آپس میں پھوٹ نہ ڈالنا۔۔۔)

فارسی میں کہتے ہیں دو دل یک شود بشکند کوہ را۔ پراگندگی آرد انبوہ را

انگریزی ضرب المثل ہے Union is strength.

اعتدال

۲۸۔ خَیْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَطُهَا۔ (ابن السمعانی عن علیؓ)

ترجمہ۔ ابن السمعانی نے ذیل تاریخ بغداد میں سند مجہول کے ساتھ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مرفوعًا روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا امور میں سب سے بہتر ان کا درمیانی درجہ ہے۔

تمام دینی و دنیوی امور و معاملات میں اعتدال و میانہ روی سے کام لینا اور درمیانی چال اختیار کرنا ایک نہایت مستحسن اور پسندیدہ طریقہ ہے اعتدال پسند انسان اپنے تمام کاموں کو نہایت ہی پختگی اور استحکام کے ساتھ سرانجام دیتا ہے۔ اس کا ارادہ پختہ کام مضبوط اور عزم راسخ ہوتا ہے۔ ایسا انسان اپنے تمام ارادوں اور کاموں میں کامیاب و بامراد رہتا ہے اگر پہاڑ بھی اس کی راہ میں حائل ہو۔ تو اپنی اولوالعزمی کی وجہ سے پہاڑ کو بھی اپنے سامنے سے ہٹا دیتا ہے پس ہر انسان کو چاہیئے کہ وہ اپنے تمام امور میں اعتدال سے کام لے، اور اپنے اُٹھنے بیٹھنے، چلنے، پھرنے، سونے، جاگنے، بولنے چالنے، کھانے، پینے، لکھنے، پڑھنے، عبادت ریاضت، ذکر و فکر، وِرد و شغل وغیرہ تمام امور میں میانہ روی اختیار کرے۔ قرآن و حدیث اور بزرگان دین و علماء و حکماء کے اقوال میں اس کی بہت تعریف بیان کی گئی ہے۔ یہاں تک کہ انگریزی زبان میں بھی مندرجہ بالا حدیث کا ترجمہ کر کے بطور محاورہ کے بولا کرتے ہیں۔

The middle course is the best.

معتدل گشت ہر کہ اہلِ دل است — در جمیع امور معتدل است

ہر کہ بیرون ز اعتدال افتد — زود در عرصۂ زوال افتد

چوں خودی بیش ہیں باشی تو — کم خودی جبرئیل باشی تو

(اللہ عزوجل فرماتا ہے" وَاقْصِدْ فِیْ مَشْیِكَ (سورہ لقمان رکوع ۲)

اور اپنی رفتار میں میانہ روی کر یعنی میانہ روی کی چال چلا کر، نہ بہت آہستہ خراماں خراماں نہ بہت جلدی جلدی لپیٹے ڈگ بھر بھر کے)

امام بخاری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ دین ایک آسان چیز ہے۔ اور دین میں جو شخص سختی کرتا ہے دین اس پر غالب آجاتا ہے پس میانہ روی اختیار کرو۔ قوت کے موافق عمل کرو۔ خوش رہو۔ اور صبح وشام اور کچھ رات کے حصہ میں خدا سے مدد طلب کرو۔ ترمذی نے حضرت عبداللہ ابن سرجس سے روایت کی ہے۔ کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ روشن نیک تاخیر و ڈھیل اور میانہ روی نبوّت کے چوبیس اجزا میں سے ہیں۔ بیہقی نے ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مصارف میں میانہ روی نصف معیشت ہے (یعنی زندگی کا آدھا سرمایہ ہے) .....

(امام بخاری ومسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ خدا کے نزدیک بہترین اعمال میں سے وہ عمل ہے۔ جو ہمیشہ کیا جائے۔ اگرچہ وہ تھوڑا ہی ہو۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ جو کوئی راہِ اعتدال سے تجاوز کرتا ہے، وہ گمراہ ہو جاتا ہے۔

مشورہ

۲۹- اَلْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ۔ (ترمذی عن ام سلمہ ابن ماجہ عن ابن مسعودؓ)

ترجمہ۔ ترمذی نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے اور ابن ماجہ نے ، ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص سے مشورہ لیا جائے وہ امین ہے۔

ہر کہ در مشورت امین نشود | گرچہ باشد امین رشتۂ زمین
چوں نہاں دارد آنچہ مصلحت است | خائنش خواں بصلحت نہ امین

(جامی)

آپس میں صلاح و مشورہ سے کام کرنا ایک دوسرے کو صحیح و نیک مشورہ دینا ہر اعتبار سے ایک مستحسن و نیک طریق کار ہے۔ کتاب اللہ و سنت رسولؐ میں اس کی تاکید و توثیق کی گئی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارک تھی۔ کہ صحابہ کرام کو خوش کرنے کیلئے اپنے کاموں میں اُن سے مشورہ فرمایا کرتے تھے۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ مشورہ باعث تقویت ہے۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ " وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰی بَیْنَهُمْ (سورہ شوریٰ رکوع) اور ان کا ہر کام آپس کے مشورے سے ہوتا ہے۔ یعنی مسلمان جو بھی دینی و دنیوی کام کرتے ہیں۔ آپس میں مشورے سے کرتے ہیں۔

طبرانی نے اوسط میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے'

کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جس شخص نے استخارہ کیا وہ ناکام نہ ہوا۔ اور جس شخص نے مشورہ طلب کیا وہ پشیمان نہ ہوا۔ اور جس شخص نے میانہ روی اختیار کی وہ مفلس نہ ہوا۔

طبرانی نے حضرت سمرہؓ سے روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جس شخص سے مشورہ لیا جائے وہ امین ہے اگر چاہے مشورہ دے اور اگر چاہے مشورہ نہ دے۔ اور طبرانی نے اوسط میں حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص سے مشورہ لیا جائے وہ امین ہے۔ جب اس سے مشورہ لیا جائے۔ تو چاہیئے کہ مشورہ دے اس چیز کے ساتھ جو وہ اپنے لیئے کرنے والا ہے۔ مسند امام اعظم میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جو شخص تجھ سے مشورہ لے تو اُسے نیک مشورہ دے۔ اگر تو نے ایسا نہ کیا تو تحقیق تو نے اس کی خیانت کی۔ غلط مشورہ دینا کسی شخص کو غلط اور بُرا مشورہ دینا بہت بُرا اور خیانت و بددیانتی ہے۔

ابوداؤد نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جو فتویٰ بغیر علم کے دیا گیا ہو گا۔ اُس کا گناہ فتویٰ دینے والے پر ہو گا۔ اور جس نے اپنے (مسلمان) بھائی کو غلط مشورہ دیا۔ اس نے خیانت کی۔

بقیہ مضمون صفحہ ۷۶ دے۔ مجھ سے فرمایا۔ کہ میری طرف سے اس شخص کو چار اشرفیاں دیدو۔ اور کمی کی معذرت بھی کر دینا۔

مصالحت وصفائی

۳۔ اَفْضَلُ الصَّدَقَةِ اِصْلَاحُ ذَاتِ الْبَیْنِ۔

طبرانی کبیر بیہقی عن ابن عمر رضی اللہ عنہما

ترجمہ۔ طبرانی نے کبیر میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ سب سے بہتر خیرات دو مسلمانوں کے درمیان صلح کرانا ہے۔

دنیا میں ہر قوم وخاندان اور ہر جماعت وگروہ کی زندگی میں کبھی کبھی ایسا موقع ضرور آجاتا ہے کہ بمقتضائے بشریت اس کے افراد آپس میں کسی وجہ سے متصادم ہو جاتے ہیں۔ اور مسلمانوں میں بھی ایسے مواقع کا پیش آنا ممکنات میں سے ہے۔ اس لئے جہاں کہیں ایسا موقع پیش آجائے تو سمجھدار اور عقلمند لوگوں کو چاہیئے کہ آپس میں ان کی مصالحت وصفائی کرائے صلح کرانے کی بہت فضیلت وارد ہوئی ہے۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ کہ "اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَ اَخَوَیْکُمْ" (سورہ حجرات رکوع ۱) یاد رکھو سارے مسلمان بھائی بھائی ہیں پس اپنے دو بھائیوں میں صلح کرادیا کرو۔

عہد رسالت کے مسلمانوں میں جب کبھی آپس میں کسی وجہ سے شکر رنجی ہو جاتی تھی تو وہ نہایت خلوص کے ساتھ باہم مصالحت وصفائی کرکے پھر

باہم محبّت و پیار کے ساتھ ایکدوسرے سے ملئے۔

ترمذی والوداؤد نے حضرت ابودرداؓ سے روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میں تم کو وہ عمل بتادوں جس کے ثواب کا درجہ روزہ، صدقہ اور نماز کے ثواب سے زیادہ ہے۔ ہم نے عرض کیا۔ ہاں، یا رسول اللہ! ضرور بتائیے۔ آپ نے فرمایا۔ (وہ عمل) دو مسلمانوں کے درمیان فتنہ و فساد پیدا کرے وہ مونڈنے (یعنی دین میں خلل ڈالنے) والا ہے۔

تذکرۃ الحفاظ میں حضرت ابوایوبؓ سے روایت ہے کہ مجھے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے ابا ایوب! میں تجھے وہ عمل بتادوں جسے اللہ عزوجل پسند فرماتا ہے۔ لوگوں کے درمیان صلح کراؤ۔ جب وہ آپس میں ایکدوسرے کے ساتھ فتنہ و فساد کریں اور ان کے درمیان محبت پیدا کرو۔ جب وہ آپس میں ایکدوسرے سے بغض رکھیں۔

ابن ماجہ نے حضرت عمرو بن عوف المزنی سے روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ مسلمانوں کے درمیان صلح جائز ہے مگر ایسی صلح جو حلال کو حرام کرے یا حرام کو حلال کرے، جائز نہیں۔

امام مسلم نے حضرت ام کلثومؓ بنت عقبہ بن ابی معیط سے روایت کی ہے، وہ کہتی ہیں کہ میں نے سنا۔ کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ وہ شخص جھوٹا نہیں جو لوگوں کے درمیان صلح کرائے۔ دونوں فریق سے اچھی باتیں کہے۔ اور ایک کی طرف سے دوسرے کو اچھی باتیں پہنچائے۔

صلۂ رحمی

۱۳۱۔ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ۔

(بخاری عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ)

ترجمہ۔ امام بخاری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جو شخص اللہ تعالیٰ پر اور روزِ قیامت پر ایمان رکھتا ہو۔ وہ اپنی برادری کے ساتھ نیک سلوک کرے۔

رَحِم کہتے ہیں رشتہ، قرابت اور برادری کو اور صلۂ رحمی سے مراد رشتہ داری و قرابت داری کا حق ادا کرنا، اپنے رشتہ داروں سے اچھا اور نیک سلوک کرنا۔ اسلام نے صلۂ رحمی اور حقوقِ قرابت پر بہت زیادہ تاکید کی ہے۔ اس سے رزق میں فراخی و کشادگی اور عمر میں برکت اور خاندان میں مودّت و محبّت اور اتفاق و اتحاد پیدا ہوتا ہے رشتہ داری کو قطع کرنے والا جنّت میں داخل نہ ہوگا ؎

ہر کہ او ترک اقارب می کند　　جسمِ خود قوتِ عقارب می کند

اللہ عزّوجل فرماتا ہے "فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ" (سورہ روم رکوع)

پس قرابت داروں کا حق قرابت ادا کرو۔ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ قرابتداروں کے ساتھ نیکی، سلوک اور صلۂ رحمی کرنے کا حکم ہو رہا ہے۔

امام بخاری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے ــــ

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ (لفظ) رَحِم لفظ رحمٰن سے لیا گیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے رحم سے فرمایا ہے۔ کہ جو شخص تجھ کو ملائے گا میں اس کو ملاؤں گا اور جو تجھے کاٹے گا۔ میں اُس کو کاٹوں گا۔ امام بخاری و مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خداوند تعالیٰ نے مخلوقات کو پیدا کیا۔ جب اس سے فارغ ہوا تو رَحم کھڑا ہوا اور رحمٰن یعنی خدا کی کمر پکڑ لی۔ خداوند تعالیٰ نے پوچھا۔ ٹھہر کیا چاہتا ہے؟ رحم نے عرض کیا۔ یہ جگہ اس شخص کے کھڑے ہونے کی ہے جو تیرے ذریعہ پناہ مانگتا ہے قطع رحم سے (یعنی میں تیرے سامنے کھڑا ہو کر تیرے ذریعہ اس امر سے پناہ چاہتا ہوں کہ کوئی شخص مجھ کو قطع کرے اور رشتہ داری کی آبرو کو قائم نہ رکھے) خداوند تعالیٰ نے فرمایا کیا تو اس پر راضی ہے کہ جو شخص تجھ کو توڑ دے میں بھی اس سے قطع تعلق کر لوں رحم نے عرض کیا، ہاں میں اس پر راضی ہوں۔ خداوند تعالیٰ نے فرمایا۔ اچھا تو یہ وعدہ تیرے لئے ثابت و برقرار ہے۔

امام بخاری و مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص یہ چاہتا ہے۔ کہ اس کی روزی میں وسعت اور اس کی موت میں تاخیر کی جائے اس کو چاہیئے۔ کہ وہ اپنے رشتہ داروں سے نیک سلوک کرے۔

حضرت امیر حمزہؓ ۔ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ یوں تو محاسن اخلاق کا مجسّمہ تھے۔ مگر جو صفت آپ میں قابلِ ذکر اور قابلِ تقلید تھی، وہ رشتہ داروں سے حسنِ سلوک کی صفت تھی۔ جب آپ (باقی صفحہ ۱۱۱ پر دیکھئے)

حقوق ہمسائگی

۳۲- اوّل خصمین یوم القیامۃ جاران-

(مسند امام احمد عن عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہا)

ترجمہ- امام احمد نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے پہلے جو معاملہ پیش ہوگا۔ وہ دو ہمسائیوں کا جھگڑا ہوگا۔

اسلام میں حقوق ہمسائیگی کے بارے میں بہت کثرت کے ساتھ تاکیدی احکام وارد ہوئے ہیں۔ قرآن کریم نے ہمسایوں کے ساتھ اچھا برتاؤ، نیک سلوک اور احسان ونیکی کرنے کی تاکید کی ہے۔ یہی صورت احادیث نبوی کی ہے۔ ہمسایہ، رشتہ دار ہو یا غیر رشتہ دار، مسلمان ہوں یا غیر مسلم یہودی عیسائی۔ ہندو سکھ، مشرک، اور آتش پرست وغیرہ سب کے ساتھ احسان ونیکی کرنے کا حکم ہے تکمیل ایمان کی علامتوں میں سے ایک بڑی علامت پڑوسی کے حقوق کا پاس رکھنا ہے آدمی اُس وقت تک پورا اور کامل مومن کہلانے کا مستحق نہیں ہوتا جب تک کہ اپنے پڑوسی کے حقوق کا پورا پورا لحاظ نہ رکھے۔ ایک پڑوسی کے دوسرے پڑوسی پر بہت سے حقوق ہیں۔ حضرت مجدّد الف ثانی نے لکھا ہے۔ کہ احسان ہر جگہ اچھا ہے۔ اور اُن لوگوں کے ساتھ جو ہمسائیگی کا قرب رکھتے ہیں۔ بہت ہی اچھا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پڑوسی کے حقوق ادا کرنے میں اتنا مبالغہ فرماتے

تھے۔ کہ اصحاب کرام کو اس مبالغہ سے گمان ہوتا تھا۔ کہ شاید ہمسایہ کو میراث میں حق دلایا جائے۔

جاننا چاہیئے۔ کہ حقوق دو قسم کے ہیں حقوق اللہ اور حقوق العباد، چنانچہ حقوق اللہ میں سب سے پہلے نماز اور حقوق العباد میں سب سے پہلے حقوق ہمسائیگی کے متعلق فیصلہ ہوگا۔

امام بخاری نے حضرت شریح کعبی رضؓ سے روایت کی ہے۔ کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جو شخص خدا پر اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہو اُسے چاہیئے کہ اپنے ہمسایہ کی عزت کرے۔ امام مسلم نے حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کی ہے۔ کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک کامل الایمان نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ اپنے (مسلمان) بھائی (یا اپنے پڑوسی کیلئے وہی چیز پسند نہیں کرتا جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ وہ شخص کامل مومن نہیں ہے جو خود پیٹ بھر کر کھائے اور اس کا ہمسایہ اس کے پہلو میں بھوکا ہو۔

ہر کہ در خطۂ مسلمانی / باشد از نقد دیں گرانمایہ
کے پسندد کہ خود بخسپد سیر / بنشیند گرسنہ ہمسایہ

(جامی)

"تاریخ و سیر کی کتابوں سے ثابت ہوتا ہے کہ قرون اولی کے مسلمان ہمسایوں کے ساتھ نہایت عمدہ سلوک کیا کرتے تھے اپنے ہمسایوں کو اپنے اوپر ترجیح دیا کرتے

بعض اوقات خود بھوکے رہتے تھے اور اپنے ہمسایوں کو کھلاتے تھے۔

(۱) (اسد الغابہ میں ہے کہ حضرت سوید بن مقرن ایک غریب صحابی تھے صبح سے شام تک مزدوری کرنے کے بعد جو کچھ اُجرت لاتے اُس سے نصف حصہ اپنے اپاہج رشتہ داروں اور ہمسایوں کو دیتے تھے۔ اور جس روز اُن کو مزدوری نہ ملتی اُس روز خود فاقہ کر لیتے، اور اپنے حصہ کا کھانا اپنے ہمسایوں کو بھجوا دیتے (۵) ابو داؤد میں ہے کہ ایک بار حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے ایک بکری ذبح کی۔ پڑوس میں ایک غریب شخص رہتا تھا۔ گھر والوں سے دریافت فرمایا کہ تم نے ہمسایہ کے پاس گوشت بھیجا یا نہیں؟ ان کی بیوی نے کہا، کہ ہمیں یاد نہیں رہا۔ یہ سن کر نہایت ناراض ہوئے۔ اور فرمایا۔ یہ کیا بدبختی ہے، کہ تم تو عیش و آرام کے ساتھ زندگی بسر کرو اور تمہارے ہمسائے تکلیف اٹھائیں) پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ سے مجھ کو ہمسایوں کے ساتھ حسن سلوک کی سخت تاکید کی ہے۔ پھر حضرت عبداللہ نے ایک ران اپنے ہمسائے کے گھر بھیجی۔

(۳) تقویم الایمان میں ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو جب تجارت میں نفع ہوتا تھا۔ تو نصف نفع غریب رشتہ داروں اور غریب ہمسایوں کو بھجوا دیتے تھے۔ اور جب کھانا کھانے کیلئے بیٹھتے تھے۔ تو ہمسایوں کا حال دریافت کر لیتے تھے اور اگر کوئی بھوکا ہوتا تھا۔ تو اپنے دستر خوان پر بٹھا لیتے تھے۔

(۴) (ایک شخص کو مرتے وقت لوگوں نے کلمہ کی تلقین کی تو اس نے کہا کہ مجھے اس پر قدرت نہیں کیونکہ میں زبان سے اپنے پڑوسیوں کو ایذا پہنچاتا تھا (امام شعرانی)

پرورش یتامیٰ

۴۳۔ اَنَا وَکَافِلُ الْیَتِیْمِ کَهَاتَیْنِ فِی الْجَنَّةِ وَاَشَارَ بِالسَّبَابَةِ وَالْوُسْطٰی۔
(مسلم عن سہل بن سعد رضی اللہ عنہ)

ترجمہ۔ امام مسلم نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اور یتیم بچہ کی پرورش کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے جیسے یہ دونوں انگلیاں اور حضرت نے اشارہ فرمایا۔ کلمے کی انگلی اور بیچ کی انگلی کی طرف۔

یتیم کہتے ہیں اس بچہ کو جس کے ماں باپ دونوں یا ان میں سے ایک زندہ نہ ہو۔ بالغ ہونے کے بعد بچہ یتیم نہیں کہلایا جاتا۔ یتیم بچوں کی پرورش اور پالنا ان کے مال کی حفاظت بہت ہی اونچا کام اور نہایت ہی بلند درجہ کا کارِ ثواب ہے۔ اس سے اور بلند درجہ اونچا مقام کیا ہو سکتا ہے کہ آقائے نامدار سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت و معیت جنت میں نصیب ہوتی ہے یتیم اپنا ہو یا غیر کا۔ دونوں کیلئے یہی حکم ہے۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ "وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِی الْقُرْبٰی وَالْيَتٰمٰی"۔ (سورہ نساء رکوع)
اور عبادت کرو اللہ کی اور اس کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہراؤ اور احسان کرو اپنے والدین کے ساتھ اور قرابت داروں اور یتیموں کے ساتھ.....

امام احمد و ترمذی نے حضرت ابو امامہ رضؓ سے روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص خدا کی خوشنودی کے لئے کسی یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرے تو یتیم کے سر کے ہر بال کے عوض جس پر اس کا ہاتھ پڑے نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ اور جو شخص اس یتیم بچی یا یتیم لڑکے کے ساتھ جو اس کی پرورش و تربیت میں ہو احسان کیے۔ میں اور وہ جنت میں اس طرح ہوں گے جس طرح یہ دو انگلیاں ملی ہوئی ہیں (آپ نے دو انگلیوں کو ملا کر دکھایا) بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عمر رضؓ سے روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے زیادہ محبوب تمہارے گھروں میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ گھر ہے جس میں کوئی یتیم ہو جس کے ساتھ احسان و سلوک کیا جائے۔

خیر الوصایا میں حضرت ابو عبداللہ تمیمی رحؒ فرماتے ہیں۔ کہ اے اولاد والو! ذرا اس بیکس کے حال پر نظر ڈالو۔ جو باپ کے سائے سے اور ماں کی آغوش محبت سے محروم ہو گیا ہو۔ اور اس کی آرزوئیں اور تمنائیں ناکامی اور مایوسی کے پہاڑ سے ٹکرا رہی ہوں تمہیں کیسا صدمہ ہوتا ہے۔ جب تم ایک لمحہ کے لئے یہ خیال کرتے ہو کہ تمہارا انتقال ہو جائے۔ اور تمہارے بچے یتیم ہو کر دوسروں کے رحم و کرم کا انتظار کریں۔ پس اگر تمہارے قلب میں انسانی ہمدردی، مذہبی جوش اور حقوق العباد کا احترام ہے۔ خدا کے لئے یتیموں کی خبر گیری کرتے رہو، اور حتی الامکان اُن کی امداد و اعانت کرو۔

امام غزالی رحؒ نے کیمیائے سعادت میں لکھا ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم یتیموں کے حال پر رحم و کرم فرمایا کرتے تھے۔ اور اپنے اصحاب رضؓ کو بھی یتیموں کی

نامرادو اعانت کی طرف توجہ دلایا کرتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود یتیمی کی حالت کا اندازہ فرمایا تھا۔ اور آپ کے والد ماجد آپ کی ولادت سے قبل ہی انتقال فرما چکے تھے۔ اسی لئے آپ کو یتیموں کے ساتھ بیحد ہمدردی تھی۔ پس طالبان سلوک اور حامیان سنّت کو لازم ہے کہ وہ یتیموں کی دستگیری کریں۔

ایک نصیحت آموز واقعہ۔ کنز اخلاق میں ہے۔ کہ ایک مرتبہ عید کے دن پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یتیم بچّے کو دیکھا۔ کہ رو رہا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا اے لڑکے تم کیوں رو رہے ہو؟ اُس نے کہا میری امّاں اور میرا باپ نہیں ہیں۔ اب میں کس کے ساتھ نماز کیلئے جاؤں۔ حضورؐ نے فرمایا۔ اے بچّے! تو رنجیدہ نہ ہو محمدؐ تیرا باپ ہے۔ فاطمہؓ تیری بہن ہے اور حسن حسین تیرے بھائی ہیں۔ آ میرے ساتھ مکان پر چل۔ اسکے بعد حضورؐ نے اسکو نہلایا۔ کپڑے پہنائے اسکو تحفے دیئے اور ہر طرح اس کی دلنوازی کی۔

ابن خلکان میں ہے کہ حضرت امام داؤد طائی کی خادمہ (لونڈی) نے ایک بار عرض کیا کہ آپ کے لئے چکنے گوشت کا سالن پکا کر لاؤں، فرمایا کہ اچھا میرا بھی جی چاہتا ہے جاؤ خوب عمدہ گوشت پکا کر لاؤ۔ لونڈی نہایت عمدہ گوشت پکا کر لائی جب وہ گوشت پک کر آپ کے سامنے آیا۔ فرمایا کہ دیکھنا فلاں شخص کے یتیم بچّے کہاں ہیں؟ لونڈی نے عرض کیا۔ یہیں ہیں۔ فرمایا جاؤ یہ گوشت بجنسہٖ انکو لیجا کر کھلا دو۔ لونڈی نے عرض کیا کہ آپ بھی تو کچھ کھالیں، جناب نے اتنے عرصے گوشت کا سالن نہیں کھایا۔ فرمایا کہ سن! اب اگر اس کھانے کو میں کھالیتا ہوں تو یہ کھانا کچھ دیر بعد کوڑے پر نجاست بنکر جائیگا اور اگر اس کھانے کو یتیم کھائیں گے تو یہ کھانا عرش الٰہی پر پہنچ جائیگا اب تو ہی فیصلہ کر۔ (باقی صفحہ ۹۶ پر)

باہمی محبّت

۳۴۔ اِنَّ اللّٰہَ تعالٰی یَقُوْلُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اَیْنَ الْمُتَحَابُّوْنَ بِجَلَالِیْ اَلْیَوْمَ اُظِلُّھُمْ فِیْ ظِلِّیْ یَوْمَ لَاظِلَّ اِلَّاظِلِّیْ۔

(مسلم عن ابی هریرہ رضی اللہ عنہ)

ترجمہ۔ امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ خداوند تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا کہاں ہیں وہ لوگ جو میری خوشنودی کیلئے آپس میں محبت رکھتے تھے۔ آج میں انکو اپنے سایہ میں جگہ دوں گا۔ اور آج میرے سایہ کے سوا اور کوئی سایہ نہیں ہے۔

اسلام نے اپنے پیروکاروں کو آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ الفت و محبّت، شفقت و پیار اور مخلصانہ اور دوستانہ تعلقات رکھنے کی سخت تاکید کی ہے۔ جس قوم و ملت کے افراد میں آپس میں محبّت و الفت معاطفت و ملاطفت ہوتی ہے۔ وہ کبھی ذلیل و خوار نہیں ہوتی باہمی محبت سے اتفاق و اتحاد پیدا ہوتا ہے اسی سے ایمان کامل ہو کر انسان جنّت کا مستحق ٹھہرتا محبّت تمام چیزوں کو فتح کر لیتی ہے انگریزی زبان کی مشہور ضرب المثل ہے۔

Love conquers all Things.

حضرت علیؓ کا قول ہے کہ محبّت اپنے سے بعید النسب شخص کو قریب کر دیتی

ہے۔ اور عداوت قریب النسب آدمی کو بعید کردیتی ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

اللہ عزّ وجل فرماتا ہے کہ "وَاذْکُرُوْا اِذْ کُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ" (سورہ آل عمران رکوع ۱۱) اے مسلمانو! اور تم اللہ کے اس احسان کو یاد کرو جبکہ تم ایکدوسرے کے دشمن تھے۔ پھر اس نے تمہارے دلوں میں الفت پیدا کردی۔

امام احمد و بیہقی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مسلمان محبّت و الفت کا مقام ہے۔ اور اس شخص میں بھلائی اور خیر و خوبی نہیں جو مسلمان سے محبت و الفت نہیں کرتا۔ اور مسلمان اس سے محبت و الفت نہیں رکھتے۔ ادب المفرد میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے۔ کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے دینی بھائی سے خالصًا لوجہ اللہ محبّت رکھے وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اور ادب المفرد میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو دو مسلمان آپس میں محبّت رکھتے ہوں اُن میں افضل وہ ہے جس کو اپنے دوست کی محبّت زیادہ ہو۔

محبّت بڑھانے کا ذریعہ۔ ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ تم اسوقت تک بہشت میں داخل نہ ہوسکو گے۔ جبتک ایمان نہ لاؤ۔ اور اسوقت تک تمہارا ایمان کامل نہ ہوگا۔ جب تک تم آپس میں محبّت نہ کرو کیا تم کو ایک ایسی بات نہ بتلاؤں جب تم (باقی صفحہ ۹۶ پر)

احسان کرنا

۳۵- اِنَّ اللّٰہَ تَعَالیٰ مُحْسِنٌ فَاَحْسِنُوْا ۔ (ابن عدی عن سمرہؓ)

ترجمہ ۔ ابن عدی نے حضرت سمرہؓ سے روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ احسان کرنے والا ہے پس تم (بھی) احسان کیا کرو۔

احسان کہتے ہیں نیکی اور بھلائی کرنے اور نیک سلوک کرنے کو، یہ ضد ہے اِسَاءَۃٌ کی جس کے معنے ہیں برائی کرنے کے یعنی جو شخص کسی کے ساتھ برائی کرے اور دوسرا اس کے مقابلے میں بھلائی اور نیک سلوک کرے۔

احسان کرنا ہمت اور عزیمت کے کاموں میں سے بہترین کام ہے۔ اسلام نے اپنے پیروکاروں کو احسان کرنے کی بہت تاکید کی ہے۔ قرآن کریم نے بندوں کے اعمال کے واسطے اکثر دو طریقے بتلائے ہیں بعض احسن ہیں اور بعض حسن، بلکہ بعض جائز ہیں جیسے کوئی شخص کسی پر ظلم و زیادتی کرے۔ تو مظلوم کو بقدر ظلم و زیادتی کے انتقام لینا جائز ہے۔ اور اگر عفو کرے تو یہ حسن ہے اور اگر عفو و درگذر کر کے اس کے ساتھ احسان کرے تو یہ احسن ہے۔ جیسے حدیث میں ہے کہ غایہ خلق یہ ہے کہ جو قرابتی تجھ سے قطع قرابت کرے تو اس سے مل اور جو تجھ پر ظلم کرے تو اس کو معاف کر اور جو تیرے ساتھ برائی کرے تو اسکے ساتھ نیکی کر۔ شیخ سعدیؒ نے خوب فرمایا ہے ؎

بدی را بدی سہل باشد جزا ۔ اگر مردے اَحْسِنْ اِلٰی مَنْ اَسَا

اللہ عزوجل فرماتا ہے "وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۚ اِدْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ الخ" (سورہ حٰم السجدہ رکوع) نیکی اور بدی برابر نہیں ہوسکتی برائی کو بھلائی سے دفع کر پھر تیرا دشمن ایسا ہو جائے گا۔ جیسے دلی دوست۔ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ بھلائی اور برائی نیکی اور بدی برابر نہیں، بلکہ ان میں بعید فرق ہے۔ جو تجھ سے برائی کرے تو اس سے بھلائی کر اور اس کی برائی کو اس طرح دفع کر۔

حضرت حکیم سنائی فرماتے ہیں ؎

ہر کہ زہرت دہد بدو دہ قند ؛ واٰنکہ از تو بُرد بدو پیوند

(امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے قرابت دار ایسے ہیں کہ میں اُن سے نیک سلوک کرتا ہوں۔ اور وہ مجھ سے بُرا سلوک کرتے ہیں۔ میں اُن کے ساتھ احسان کرتا ہوں۔ اور وہ مجھ سے بُرائی کرتے ہیں۔ میں حِلم و بُردباری سے کام لیتا ہوں اور ان سے درگذر کرتا ہوں۔ اور وہ جہالت سے پیش آتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا اگر تو ایسا ہی (کرتا) ہے جیسا کہ تو نے بیان کیا ہے تو گویا تو اُن کو گرم راکھ پھکاتا ہے۔ اور تیرے ساتھ ہمیشہ اللہ کی مدد ہے۔ وہ ان کی اذیتوں اور شر کو تجھ سے دفع کرنے والا ہے۔ جبتک کہ تو اسی صفت پر ہے)

تفسیر حقانی میں ہے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو ایک بدوی نے جب کہ آپ خلیفہ تھے، مجمع عام میں سخت الفاظ کہے۔ اور گالیاں بھی دیں۔ لوگوں کو غصّہ آیا۔ فرمایا تمہیں تو کچھ نہیں کہا۔ مجھے کہا ہے۔ آپ نے حکم دیا کہ غریب

بھوکا ہوگا۔ کھانا کھلاؤ۔ عمدہ کپڑے دو۔ خرچ سے تنگ ہوگا۔ روپے دو۔ چنانچہ حضرت کے حکم کی تعمیل کی گئی۔ تیسرے دن اُس شخص کو روپیہ دِلا کر پوچھا کہ بھائی! اب بھی تم مجھ سے خفا ہو؟ وہ شخص رو پڑا۔ اور کہا کہ میں نہ پہلے خفا تھا اور نہ اب ہوں۔ صرف امتحان منظور تھا۔ کہ دیکھوں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا خون آپ میں کس قدر ہے۔ اُن کے اوصاف حمیدہ سے کتنا حصہ ملا ہے؟ آپ نے فرمایا۔ بحمد اللہ ہم پہاڑ ہیں۔ ایسے جھونکوں سے ہلنے والے نہیں۔

حضرت عمر بن عبد العزیز بڑے بزرگ نہایت پرہیزگار خدا ترس تھے عابد زاہد اور عادل خلیفہ تھے۔ مرض الموت میں آپ نے لوگوں سے پوچھا۔ کہ مرض کے متعلق کیا خیال ہے؟ کسی نے کہا کہ لوگ جادو سمجھ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ نہیں، پھر ایک غلام کو بلایا۔ اُس سے پوچھا کہ مجھے زہر دینے پر کس چیز نے تجھ کو آمادہ کیا؟ اس نے عرض کیا۔ سو دینار دیئے گئے۔ اور آزادی کا وعدہ کیا گیا۔ آپ نے فرمایا۔ وہ دینار لے آ۔ اُس نے حاضر کیئے۔ آپ نے اُن کو بیت المال میں داخل فرما دیا۔ اور اس غلام سے فرمایا۔ تو کسی ایسی جگہ چلا جا جہاں تجھے کوئی نہ دیکھے۔

بقیہ صلاے :۔ اسلام نے رشتہ داروں مسکینوں اور مسافروں کے حقوق کی ادائیگی کی بہت تاکید کی ہے کسی غریب مسکین آدمی کو روٹی کا ایک لقمہ دینے پر تین آدمی جنت میں جاتے ہیں۔ گھر کا مالک، بیوی اور خادم حضرت امام بخاریؒ بہت سخی اور نہایت کریم مزاج تھے اپنے مال کا اکثر حصہ طلباء پر خرچ کرتے اور غرباء و مساکین کی ضروریات کا خیال رکھتے۔

۷ طہارت و پاکیزگی

۳۶- اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ (مسلم عن ابی مالک اشعری رض)

ترجمہ - امام مسلم نے حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ طہارت (پاکیزگی) آدھا ایمان ہے۔

طہارت کو آدھا ایمان اس واسطے فرمایا۔ کہ ظاہر و باطن کی صفائی و پاکیزگی کا نام ایمان ہے پس ظاہر بدن کی طہارت یعنی وضو اور غسل آدھا ایمان ہوا۔ اور باطن دل کی صفائی اور پاکیزگی یعنی صحیح عقائد اور نیک و پسندیدہ اخلاق و عادات آدھا باقی ٹھہرے۔

اسلام نے طہارت و نفاست اور صفائی و پاکیزگی پر بہت زور دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اور تمام نیک اور عقل مند لوگ اس کو بہت پسند کرتے ہیں اس سے بدن کو صحت و تندرستی اور روح کو فرحت و راحت اور رزق میں وسعت و فراخی اور مال میں خیر و برکت پیدا ہوتی ہے پس ہر مسلمان کو طہارت و پاکیزگی کا خاص طور سے اہتمام اور خیال رکھنا چاہیئے۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ "وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُطَّهِّرِیْنَ"۔ (سورہ توبہ رکوع)

اور اللہ تعالیٰ پاک رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔

کنز العمال میں ہے، کہ ایک شخص نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا

کہ میں یہ بات پسند کرتا ہوں کہ میرا رزق مجھ پر کشادہ کیا جائے۔ آپ نے فرمایا۔ ہمیشہ باوضو رہ تجھ پر رزق کشادہ کیا جائے گا۔

اے کہ در زندگی تو شب و روز — فاقہ و فقر تو زیادہ شود
با طہارت بباش تا بر تو — روزیٔ تنگ تو کشادہ شود

(جامی)

ابن السنی نے حضرت انس رضؓ سے روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص رات کو باوضو سو گیا پھر اسی رات مر گیا تو شہید ہو کر مر گیا۔

معزز ناظرین! پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی طہارت و نفاست اور صفائی و پاکیزگی کا ہمیشہ بہت خیال فرمایا کرتے تھے۔ ہمہ اوقات پاک وصاف رہتے تھے اور صحابہ کرامؓ کو بھی اس کی طرف توجہ و ترغیب دلاتے رہتے تھے۔ آپ کے تعامل و تعلیم کا یہ اثر تھا۔ کہ صحابہ کرامؓ بھی نہایت طہارت پسند و نفاست پسند تھے اور ہر حال میں طہارت و نفاست کا خیال رکھا کرتے تھے۔ آپ کے خادم حضرت انسؓ اگرچہ نہایت سادہ زندگی بسر کرتے تھے تاہم طہارت کے بہت پابند تھے۔ صبح و شام غسل کرنا اور ہر وقت باوضو رہنا ان کا معمول تھا۔

باوضو باش در ہمہ اوقات — تا ترا نور دل قرین باشد
بے وضو کس مواظبت نہ کند — غیر مومن کہ پاک دین باشد

انسان کو چاہیئے کہ اپنے بدن کو کپڑوں کو صاف ستھرا رکھے جہاں تک ہو سکے ہمیشہ باوضو رہے روزانہ غسل کیا کرے اپنے مکان کو اندر باہر صاف ستھرا رکھے مکان سے باہر کے حدود کو بھی صاف رکھے راستوں، گذرگاہوں کی صفائی کا خاص خیال رکھے۔

پرورشِ یتامیٰ :- (از صفحہ ۸۸) کہ اس کھانے کو کوڑے پر جانا بہتر ہے یا عرشِ معلّٰے پر پہنچنا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور پرورشِ یتامیٰ - یوں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات میں تمام اخلاقِ حسنہ اور اوصافِ جمیلہ موجود تھیں۔ سارے قریشی آپ کے اخلاقِ کریمانہ۔ آپ کے حلم، بُردباری، تواضع وانکساری کے مدّاح اور معترف تھے۔ لیکن آپ کے محبوب چچا، ابو طالب نے اسلام نہ لانے کے باوجود آپ کے اخلاقِ کریمانہ اور یتیموں کے ساتھ حُسنِ سلوک اور بیواؤں کی خبر گیری دیکھ کر ایک بلند پایہ قصیدہ کہا صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ :-

وَابْيَضَ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ ثِمَالُ الْيَتَامٰى عِصْمَةٌ لِلْاَرَامِلِ

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا روئے منوّر وہ ہے جس کے چہرے کے وسیلے سے ابر سے سیرابی کی درخواست کی جاتی ہے یتیموں کے فریادرس اور بیواؤں کو پناہ دینے والے۔

باہمی محبّت :- (از صفحہ ۹۰) اس پر عمل کرو۔ تو تمہارے درمیان محبّت بڑھے گی۔ اور وہ بات یہ ہے۔ کہ تم آپس میں سلام کو عام کرو۔ یعنی آپس میں شناسا و ناشناسا سب کو سلام کرو۔

توکّل

۳۷۔ مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یَّکُوْنَ اَقْوَی النَّاسِ فَلْیَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ۔

(رواہ ابن ابی الدنیا فی التوکل عن ابن عباس رضی اللہ عنہ)

ترجمہ۔ ابن ابی الدنیا نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جس شخص کو بھلا معلوم ہو کہ وہ تمام لوگوں سے زیادہ قوی ہو تو اُسے چاہیئے۔ کہ اللہ تعالیٰ پر توکّل کرے۔

توکّل کے لغوی معنے ہیں اپنے کام کو دوسرے کے سپرد کرنا اپنی عاجزی کا ظاہر کرنا اور دوسرے پر اعتماد کرنا اور شرعی اصطلاح میں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے کو کہتے ہیں یعنی دنیا سے دل اٹھانا اور خدا تعالیٰ پر لگانا۔ توکل کے وہ معنی نہیں جو جھوٹے صوفی اور فقیر مراد لیتے ہیں یعنی اسباب و تدابیر اور عمل کا ترک کرنا۔ حقیقت اس کی یہ ہے کہ کسی کام کو پورے عزم و قصد اور کوشش و تدبیر کے ساتھ سرانجام دینا اور حوالہ بخدا کرنا۔ جیسے حضرت مولانائے روم نے اس کے معنی و حقیقت مثنوی میں بیان کی ہے۔

گر توکل میکنی در کار کن　　　کسب کن پس تکیہ بر جبار کن

گفت پیغمبر باآواز بلند　　　بر توکل زانوئے اشتر بہ بند

رمز الکاسب حبیب اللہ شنو　　　در توکل از سبب غافل مشو

توکل کرنے کی بہت فضیلت وارد ہوئی ہے۔ اس اُمت میں سے

ستر ہزار آدمی بغیر حساب کتاب اور عذاب و سزا کے صرف توکل کرنے کی بدولت جنت میں داخل ہونگے قرآن وحدیث میں توکل کرنے کی بہت تاکید کی گئی ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے "وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ" اور اس حی لایموت پر بھروسہ رکھیے۔ نیز فرمایا "وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ" اور جو کوئی اللہ پر توکل کرے گا۔ تو وہ اس کے لئے کافی ہے۔

ابن ماجہ نے حضرت عمرو بن عاصؓ سے روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ انسان کا دل ہر جنگل میں ایک شاخ ہے (یعنی اس کو ہر طرح کی فکریں ہیں) پھر جس شخص نے اپنے دل کو ساری شاخوں کی طرف متوجہ رکھا۔ اللہ تعالیٰ اس کی پرواہ نہیں کرتا۔ خواہ وہ کسی جنگل میں اس کو ہلاک کر دے۔ اور جس نے خدا پر توکل کیا اور اپنے کاموں کو خدا کے سپرد کر دیا۔ خدا تعالیٰ اس کے تمام کاموں کو درست کر دیتا ہے۔ ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت عمر فاروقؓ سے روایت کی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ پر توکل کرو۔ ایسا توکل جیسا کہ توکل کا حق ہے۔ تو وہ تم کو اس طرح رزق دیگا۔ جس طرح پرندوں کو رزق دیتا ہے وہ صبح کو بھوکے نکلتے ہیں۔ اور شام کو پیٹ بھرے (اپنے گھونسلوں میں) جاتے ہیں۔

از خدا خواہ آنچہ خواہی اے پسر — نیست در دست خلائق خیر و شر

در بلا یاری مخواہ از ہیچ کس — زانکہ نبود جز خدا فریاد رس

ایثار

۳۸- اَیُّ الصَّدَقَۃِ اَفْضَلُ قَالَ جُھْدُ الْمُقِلِّ۔

(ابو داؤد عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ)

ترجمہ۔ امام ابو داؤد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہ! کون سا صدقہ افضل ہے (یعنی زیادہ ثواب رکھتا ہے) آپ نے فرمایا کم مایہ شخص (تھوڑے مال والے) کا کوشش کر کے صدقہ دینا (یعنی محنت و مشقت سے جو کچھ حاصل ہو اُس میں سے دینا) ......

درحقیقت یہ بڑی کشادہ دلی اور نیک نفسی اور اعلیٰ درجہ کی نیکی ہے۔ کہ جس کے پاس کمی و قلت ہو خود کو ضرورت و حاجت ہو اور پھر بھی دوسرے محتاج کو اپنے اوپر ترجیح دیکر اُسے صدقہ دے یہ کرم وجود۔ بذل و عطا اور سخاوت و فیاضی کا سب سے بڑا اور سب سے آخری درجہ ہے۔ اس کے اوپر کوئی دوسرا درجہ ہے ہی نہیں، اسی کو ایثار کہتے ہیں یعنی دوسروں کی ضرورتوں و حاجتوں کو اپنی حاجات و ضروریات پر مقدم رکھنا خود بھوکا رہنا دوسروں کو کھلانا خود پیاسا رہنا دوسروں کو پلانا خود تکلیف اٹھانا اور دوسروں کو آرام و راحت پہنچانا۔ اسلام اپنے متبعین کو اسی چیز کی تعلیم دے رہا ہے۔ قرآن و حدیث میں اس اہم عمل کی بہت تعریف بیان ہوئی ہے،

اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ "وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ" (سورہ حشر رکوع ۱) اور ترجیح دیتے ہیں (دوسروں کو) اپنی جانوں پر، گو خود کو کیسی ہی سخت حاجت ہو۔ اس آیت میں انصار کی فضیلت و بزرگی اور شرف و کرم اور سخاوت و ایثار کا ذکر ہو رہا ہے۔ کہ انہوں نے مہاجرین کو اپنے دلوں میں جگہ دی اور اپنا جان و مال ان پر سے نثار کیا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کا واقعہ بھی اسی قسم کا ہے کہ جنگِ تبوک میں آپ نے اپنا کل مال لاکر اللہ کے رسول صؐ کے سامنے ڈھیر لگا دیا۔ آپ نے پوچھا بھی کہ ابوبکر رضؓ کچھ باقی بھی رکھ آئے ہو؟ جواب دیا۔ اللہ اور اسکے رسول کو باقی رکھ آیا ہوں۔

امام بخاری و مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، کہ ایک آدمی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور کہا کہ مجھ کو (بہت سخت) بھوک لگ رہی ہے۔ آپ نے ازواجِ مطہرات میں سے بعض کی طرف آدمی بھیجا۔ تو انہوں نے جواب دیا قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپکو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ ہمارے پاس سوائے پانی کے اور کچھ نہیں۔ پھر آپ نے دوسری بیوی کے پاس پیغام بھیجا۔ انہوں نے بھی یہی جواب دیا۔ یہاں تک کہ سب نے یہی جواب دیا۔ کہ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ ہمارے پاس پانی کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ پس پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے فرمایا۔ آج رات اس کی کون مہمانی کرے گا؟ ایک انصاری بولے، کہ میں، یا رسول اللہ صؐ! پھر ان کو اپنے گھر کی طرف لے گئے، اور اپنی بیوی سے کہا

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمان کی اچھے طریقہ سے مدارات و تعظیم کرنا اور ایک روایت میں ہے کہ انصاری نے اپنی بیوی سے کہا کہ تمہارے پاس کچھ موجود ہے؟ اس نے جواب دیا۔ کہ صرف بچوں کے لئے کھانے کو بقدر موجود ہے۔ انصاری نے کہا کہ بچوں کو کسی چیز سے ساتھ بہلا لو۔ اور جب وہ شام کا کھانا مانگیں۔ تو اُن کو سُلا دو۔ اور جب ہمارا مہمان آجائے (اور کھانا آجائے) تو چراغ بجھا دو۔ اور اس کے اوپر یہ ظاہر کرو کہ ہم کھا رہے ہیں۔ چنانچہ سب بیٹھ گئے اور مہمان نے کھانا کھا لیا۔ اور ان دونوں نے رات بھوک کی حالت میں گذاری۔ جب صبح ہوئی تو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ تو حضورؐ نے فرمایا۔ رات مہمان کے ساتھ تمہارے دونوں (میاں بیوی) کے عمل سے اللہ تعالیٰ نے اظہار خوشنودی فرمایا۔

(پیغمبر خدا صلعم کا ایثار۔ آپ کے ایثار کا یہ عالم تھا کہ خود بھوکے رہتے دوسروں کو کھلاتے، خود پیاسے رہتے، دوسروں کو پلاتے خود ننگے رہتے دوسروں کو پہناتے، خود تکلیف اُٹھاتے، دوسروں کو آرام و راحت پہنچاتے۔ ایک دفعہ آٹے کی پوری ٹوکری سائل کو دیدی۔ حالانکہ گھر میں اس آٹے کے سوا اور کوئی چیز کھانے کیلئے نہ تھی ایکمرتبہ بکری کا سارا دودھ مہمان کی نذر کر دیا۔ اور کاشانہ نبوت میں یہ رات فاقہ سے گذری۔ ایک سائل نے پہنا ہوا کرتہ مانگا اس وقت وہی عطا فرمایا، اور خود ننگے بدن بیٹھے رہے۔ ایک دفعہ آپ کے پاس چادر نہ تھی۔ کسی نے ایک چادر لادی۔ اور آپ اوڑھ کر بیٹھے۔ ایک صحابی نے عرض کیا۔ کہ حضور یہ چادر بہت عمدہ ہے۔ مجھے مرحمت ہوتی تو بڑی بات تھی۔

آپ نے فی الفور اتار کر اسے دیدی۔ اسی پر کیا موقوف ہے ایسے صدہا واقعات ہیں۔ کہ آپ نے خود تنگی سے گذران کر لی مگر خلق خدا کو مالا مال کر دیا۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ آپ نے اپنی مخصوص دعا اپنی ذات کے لیئے نہ مانگی۔ بلکہ اپنی امت کیلئے محفوظ رکھی۔ تاکہ اس کے ذریعہ سے اُمت کی شفاعت کریں۔ قربان ایسے رحیم و کریم اور جواد و سخی نبی پر ایثار کی ایسی مثال کہیں نہیں مل سکتی۔ اور نہ قیامت تک مل سکے گی۔ آپ کی شفقت و رحمت کے متعلق کسی نے خوب کہا ہے ؎

اپنی اُمت سے جو شفقت تھی شہِ عالم کو ایسی شفقت کسی ماں باپ میں دیکھی نہ سنی

اب تو امت کو ہے لازم کہ جب ایسا ہو رسولؐ راہ سنت پہ چلیں بدعت کی کریں بیخ کنی

ایک سبق آموز واقعہ۔ جنگ یرموک میں حضرت عکرمہؓ اور ان کے ساتھیوں کا واقعہ ہے کہ میدانِ جہاد میں زخم خوردہ جاں بلب پڑے ہوئے ہیں۔ ریت اور مٹی زخموں میں بھر رہی ہے، کراہ رہے ہیں، تڑپ رہے ہیں سخت تیز دھوپ پڑ رہی ہے، پیاس کے مارے حلق خشک ہو رہے ہیں۔ اتنے میں ایک مسلمان کندھے پر مشک لٹکائے آجاتا ہے۔ اور ان مجروح مجاہدین کے سامنے پیش کرتا ہے۔ لیکن ایک کہتا اس دوسرے کو پہلے پلاؤ۔ دوسرا کہتا ہے اس تیسرے کو پہلے پلاؤ۔ وہ ابھی تیسرے تک پہنچا بھی نہیں۔ جو ایک شہید ہو جاتا ہے۔ دوسرے کو دیکھتا ہے کہ وہ بھی پیاسا ہی چل بسا۔ تیسرے کے پاس آتا ہے۔ لیکن دیکھتا ہے، کہ وہ بھی سوکھے ہونٹوں ہی خدا سے جا ملا۔ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَرَضُوْا عَنْہُ۔

اپنی پسند کی چیز (مسلمان) بھائی کو دینا

۳۹۔ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَا یُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیْهِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِهٖ ۔ (بخاری ومسلم عن انس رضی اللہ عنہ)

ترجمہ۔ امام بخاری ومسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اُس ذات پاک کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ کوئی بندہ کامل مومن نہیں ہوتا جب تک کہ اپنے (مسلمان) بھائی کیلئے وہی چیز پسند نہ کرے جو وہ اپنے نفس کے لئے پسند کرتا ہے۔

ہر کسے را لقب مکن مومن، گرچہ از سعی جان وتن کاہد،
تا نخواہد برادر خود را آنچہ از بہر خویشتن خواہد
(جامی)

اس حدیث میں مردِ مومن کے اخلاق وسیرت اور فیاضی ونیک نفسی کا ایک فقید المثال پسندیدہ ترین وصف اور قابل اتباع حمیدہ خصلت کا تذکرہ اور حقوق اسلامی میں سے ایک افضل ترین حق کا بیان کیا گیا ہے یعنی مردِ مومن دین ودنیا کی ہر نیکی، بھلائی، بہتری اور خوبی میں سے جن جن چیزوں کو خاص اپنے لئے پسند کرتا ہے، روئے زمین کے تمام مسلمانوں کے لئے بھی ان ہی چیزوں کو پسند کرے........

... اور جس طرح اپنی جان کو ہر تکلیف و سختی، بلا و مصیبت اور رنج و غم سے بچاتا ہے۔ ویسے ہی دوسرے تمام مسلمانوں کو بھی ان سے بچانے کی کوشش میں لگا رہے۔

امام احمدؒ نے حضرت معاذ بن جبل سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ بہترین ایمان کیا ہے؟ آپ نے فرمایا۔ یہ کہ تو (صرف) خدا کیلئے (لوگوں سے) محبت (دوستی) کرے اور خدا ہی کیلئے بغض (دشمنی) کرے اور اپنی زبان کو اللہ عزوجل کی یاد میں لگائے رہے اور یہ کہ لوگوں کیلئے وہی چیز پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے اور ان کے لئے وہی چیز ناپسند کرے جو اپنے لئے ناپسند کرتا ہے۔

ترجمان السنۃ میں ہے کہ اپنے نفس اور عام مسلمانوں کو ایک نظر سے دیکھنا درحقیقت نصح و خیر خواہی کا سب سے بڑا جز ہے یہ صفت اسی وقت پیدا ہو سکتی ہے جبکہ سینہ حسد، بغض، کینہ اور ہر قسم کے کھوٹ سے پاک و صاف ہو جائے گویا اس ایک ہی صفت کا ظہور بہت سے کمالات کے ثبوت اور بہت سے عیوب کے ازالہ کا محتاج ہے، اس لئے اس صفت کو ایمان کی حقیقت، جنت کے لئے موقوف علیہ، کمال ایمانی کا معیار اور آپ کی وصیت میں جزو اہم قرار دیا گیا ہے۔ یہ مختلف الفاظ نہیں بلکہ متعدد حقیقتیں ہیں جو اسی ایک صفت میں پنہاں ہیں۔

امام بخاری نے تاریخ کبیر میں اور ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ وغیرہم نے حضرت یزید بن اسید سے روایت کی ہے، کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے

مجھ سے ارشاد فرمایا۔ کہ تم کو جنت پسند ہے؟ میں نے عرض کیا۔ جی ہاں فرمایا (اچھا تم) جو بات اپنے لئے پسند کرتے ہو۔ وہی اپنے مسلمان بھائی کے لئے پسند کرو۔

طبرانی نے ابوالولید قرشی سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم بلال بن ابی بردہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ قبیلہ عبدالقیس کا ایک شخص آیا۔ اور اُس نے کہا۔ کہ اللہ تعالیٰ امیرالمومنین کو ہمیشہ صحیح و سلامت رکھے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ طفّ کے باشندے اپنی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے اس لئے (ازراہِ خیر خواہی) میں نے اس بات کی امیرالمومنین کو اطلاع کر دی ہے اس پر بلال بن بردہ نے پوچھا تو کس قبیلہ کا آدمی ہے۔ اُس نے کہا۔ قبیلہ عبدالقیس کا پھر پوچھا۔ تیرا نام کیا ہے؟ اس نے کہا، فلاں، اس کے بعد انہوں نے اپنے گورنر کو لکھ بھیجا کہ وہ اس کے متعلق عبدالقیس سے تحقیق کریں۔ انہوں نے جواب دیا۔ ہم نے ان کو بہت نیک نیت پایا ہے۔ اس پر انہوں نے تعجب سے اللہ اکبر کہا۔ اور ابوموسیٰ کی روایت سے یہ حدیث بیان کی۔ کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم میں کوئی شخص اُس وقت تک پورا مومن نہیں ہو سکتا جب تک اپنے مسلمان بھائی کے لئے وہی بات پسند نہ کرنے لگے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ ابن عساکر نے حضرت عمرؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تمام مومنوں میں ایمان کے لحاظ سے سب سے افضل مومن شخص وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں یہ وہ لوگ ہیں جو ہر ایک کے ساتھ متواضع اور جھکنے والے ہیں کوئی شخص ایمان کی حقیقت تک رسائی حاصل کر سکتا۔ (باقی صنا۱۱ پر دیکھئے)

تحفہ و ارمغان

۴۰۔ تَهَادَوْا فَإِنَّ الْهَدِيَّةَ تُذْهِبُ الضَّغَائِنَ۔

(ترمذی۔ عن عائشہ رضی اللہ عنہا)

ترجمہ۔ ترمذی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ آپس میں ایک دوسرے کو تحفے بھیجا کرو کہ اس سے دلوں سے کینے دور ہوتے ہیں۔

دوستی مغز و پوست دشمنی الست — تلکے از مغز سوئے پوست لوید
بہ ہدایا کنید دا و وستد — تا بہم زاں وسیلہ دوست شوید

(جامی)

آپس میں ایک دوسرے کے پاس تحفہ و ہدیہ اور عطیہ و سوغات بھیجنے سے الفت و محبت، مودت و اخوت، اتفاق و اتحاد میں اضافہ ہوتا ہے دلی کدورت و کھوٹ، دشمنی و عداوت اور بغض و کینہ دور ہو جاتا ہے، باہمی تعلقات مستحکم و استوار ہوتے ہیں۔ ہر مسلمان کو چاہیئے کہ وہ اپنی حیثیت اور طاقت کے مطابق اپنے خویش و اقارب دوست و احباب اور ہمسایوں اور پڑوسیوں کو تحائف و ہدایا بھیجا کرے۔

امام بخاری نے حضرت انس سے روایت کی ہے۔ کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے مسلمانو! آپس میں تحفے اور ہدیئے بھیجا کرو۔ کہ اس سے

دلوں کی کدورت دُور ہو جاتی ہے۔ اور محبّت بڑھتی ہے۔ امام ترمذی نے حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ آپس میں ہدیہ و تحفہ بھیجا کرو۔ اس لئے کہ ہدیہ سینوں کی کدورت کو دُور کرتا ہے۔ اور ایک پڑوسن دوسری پڑوسن کے پاس ہدیہ بھیجنے کو حقیر خیال نہ کرے، اگرچہ وہ ہدیہ بکری کے کھر کا ایک ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو۔

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ تحفہ بھیجنے والے کو اور تحفہ لینے والے کو اس بات کا خیال نہیں کرنا چاہیئے۔ کہ تحفہ تھوڑا اور معمولی ہے یا زیادہ اور قیمتی، بلکہ جتنا ہو سکے بھیج دینا چاہیئے۔ اور جتنا بھیجا جائے قبول کرنا چاہیئے

طبقات ابن سعد میں ہے کہ صحابہ کرام عموماً ایک دوسرے کے پاس تحائف بھیجا کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے بارہا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تحفے پیش کئے۔ اور جب کبھی کسی جگہ سے اُن کے ہاں کوئی عمدہ چیز آتی تھی۔ وہ اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کو تحفتہً ضرور بھیجتے تھے۔ تذکرۃ الصالحین میں ہے کہ حضرت انسؓ بن مالک ہر مہینے کچھ نہ کچھ تحفہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتے تھے۔ اور اکثر صحابہؓ کرام کو بھی، تحائف بھیجا کرتے تھے۔ اور حضرت ابو ایوب انصاریؓ وقتاً فوقتاً مہاجرین کے ہاں ہدیئے بھیجتے تھے۔ صحیح بخاری و مسلم میں ہے کہ حضرت نسیبہ انصاریہ رضی نہایت غریب اور مفلس صحابیہ تھیں لیکن تحفے تحائف بھیجنے کا ان کو بہت شوق تھا۔ وہ اکثر ازواج مطہرات کی خدمت میں ہدیہ بھیجتی تھیں۔

دعوت و قبول دعوت

۴۱- اِئْتُوا الدَّعْوَةَ اِذَا دُعِيْتُمْ۔ (مسلم عن ابن عمرؓ)

ترجمہ۔ امام مسلم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ آؤ تم دعوت میں جب بلائے جاؤ۔

ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر بہت سے حقوق ہیں۔ ان سب حقوق کا جاننا اور ان کا ادا کرنا بہت ہی ضروری ہے۔ منجملہ ان حقوق کے ایک حق یہ بھی ہے۔ کہ جب کوئی مسلمان دوسرے مسلمان کو دعوت دے تو اُسے ضرور قبول کرے۔ کیونکہ ایکدوسرے کو دعوت دینے اور قبول کرنے سے آپس میں دوستی و محبت میں اضافہ ہوتا ہے۔ اور باہمی تعلقات قائم رہتے ہیں۔ ہر امیر و غریب، شریف و وضیع، اعلیٰ و ادنیٰ کی دعوت کرنی اور دعوت قبول کرنی چاہیئے کسی کی دعوت کو بغیر شرعی عذر کے ہرگز ہرگز رد نہ کرے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم غلاموں تک کی دعوت کو قبول فرمایا کرتے تھے۔ اور آپ کا یہ بھی فرمان ہے۔ کہ جس نے دعوت قبول نہ کی اس نے میری نافرمانی کی۔

امام بخاری و مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کے دوسرے مسلمان پر پانچ حق ہیں (۱) سلام کا جواب دینا (۲) بیمار کی عیادت (۳) جنازوں کے پیچھے چلنا (یعنی جنازہ کی متابعت) (۴) دعوت کا قبول کرنا (۵) اور چھینکنے والے کو دعا دینا یعنی جب وہ

چھینک کے بعد الحمد للہ کہے۔ تو دوسرا جواب میں کہے یرحمک اللہ۔

امام مسلم و ابوداؤد نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو کھانے پر (خواہ وہ شادی کا ہو، یا غیر شادی کا) بلایا جائے اس کو چاہیئے کہ دعوت کو قبول کر لے اور حاضر ہو جائے اور وہاں جا کر خواہ کھائے یا نہ کھائے۔

ابو داؤد نے ایک صحابی سے روایت کی ہے۔ کہ جب دو دعوتیں اکھٹی ہو جائیں تو اس شخص کی دعوت قبول کرو۔ جس کا دروازہ (یا گھر) تمہارے گھر سے نزدیک تر ہو لیکن اگر ان دونوں میں سے ایک کی دعوت پہلے پہنچ جائے تو اُسے قبول کرو۔

کن کی دعوت رد کی جائے۔ بیہقی نے حضرت عمران بن حصین سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فاسق لوگوں کی دعوت قبول کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو مقابلہ کرنے والے شخصوں کی نہ تو دعوت قبول کی جائے۔ اور ان کا کھانا کھایا جائے۔ امام احمد فرماتے ہیں کہ مقابلہ کرنے والوں سے مراد وہ اشخاص ہیں جو فخر و ریا کے طور پر دعوت میں مقابلہ کریں۔

حضرت جنید بغدادیؒ کا واقعہ ہے کہ ایک لڑکے نے اپنے باپ سے پوچھے بغیر آپ کی دعوت کی، لڑکا آپ کو بلانے گیا۔ باپ کو اس کی خبر نہ تھی۔ جب آپ اس کے مکان کے دروازہ پر پہنچے۔ تو اس لڑکے کے باپ نے اندر نہ

داخل ہونے دیا۔ آپ واپس تشریف لے گئے۔ لڑکے نے پھر دوبارہ آپ کو بلایا۔ آپ دوبارہ گئے۔ لیکن اس کے باپ نے پھر اندر جانے نہ دیا۔ آپ پھر واپس تشریف لے گئے۔ اسی طرح بار بار تشریف لاتے تاکہ قبول دعوت سے لڑکے کو خوش کریں اور واپس تشریف لے جاتے۔ تاکہ لڑکے کا باپ خوش ہو۔

تقیّہ صلہ رحمی:۔ غزوہ اُحد میں شہید ہوئے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی لاش پر کھڑے ہو کر فرمایا رَحِمَكَ اللّٰهُ اَیْ عَمِّ فَلَقَدْ كُنْتَ وَصُوْلًا لِلرَّحِمِ فَعُوْلًا لِلْخَیْرَاتِ۔

اے چچا! اللہ آپ پر رحم فرمائے۔ تحقیق آپ رشتہ داروں کا سب سے زیادہ خیال رکھنے والے تھے۔ اور نیک کام کرنے والے تھے۔

اپنی پسند کی چیز مسلمان بھائی کو دینا۔

صفحہ ۱۰۵ سے آگے:۔ جب تک کہ وہ (سب) لوگوں کے لئے وہی بات پسند نہ کرنے لگے۔ جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ اور جب تک کہ اس کا پڑوسی اس کی ایذاؤں سے مامون نہ ہو جائے۔

تحمل و بردباری

۴۲ - اِنَّ فِيْكَ لَخَصْلَتَيْنِ يُحِبُّهُمَا اللّٰهُ اَلْحِلْمُ وَالْاَنَاةُ۔

(مسلم و ترمذی۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما)

ترجمہ۔ امام مسلم و ترمذی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ عبدالقیس کے سردار سے فرمایا کہ تمہارے اندر دو خصلتیں ایسی ہیں کہ ان دونوں خصلتوں کو خدائے تعالیٰ پسند کرتا ہے (۱) حلم (۲) آہستگی۔

عبدالقیس ایک قوم کا نام ہے۔ اشج اُن کا سردار تھا۔ وہ قوم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ ان کے سب آدمیوں نے جب حضورؐ کو دور سے دیکھا تو بیتاب ہو گئے۔ اور فرطِ اشتیاق سے اپنی سواریاں اور سامان چھوڑ کر جلدی آپکی خدمت میں حاضر ہوئے۔ لیکن اشج نے باوجودیکہ نو عمر تھا۔ اس نے جلد بازی نہ کی۔ اپنے اونٹ کو پہلے باندھا پھر بکس کھول کر سفر کے کپڑے اتارے اور دوسرا سفید لباس پہن کر اطمینان سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث بیان فرمائی۔ اس نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ! یہ خصلتیں مجھ میں پیدائشی ہیں۔ یا میں نے اپنے کسب سے حاصل کی ہیں۔ آپ نے فرمایا پیدائشی۔

حلم کہتے ہیں بُردباری کو یعنی خلافِ مرضی بات میں آپے سے باہر نہ ہونا اور غصّہ پی جانا۔ اور اناۃ کہتے ہیں غور و فکر کے بعد کوئی کام کرنا ورنہ خلاف مرضی بات میں غصّے سے لال پیلا ہو جانا۔ اور ہر کام میں بدون غور و فکر کے جلدبازی کرنا جانوروں کی خو ہے۔ اس واسطے خدا تعالیٰ کو حلم و آہستگی پسند ہے ہر ایک سلیم الطبع انسان کو چاہیئے کہ لوگوں کی خلاف طبیعت باتوں، ان کی گالی گلوچ، ظلم وستم، طعن و تشنیع کے وقت تحمل و بردباری سے کام لے انسان کے تحمل اور بُردباری کا پتہ اس وقت چلتا ہے جب کوئی اُسے غصہ دلائے اور وہ غصہ پی جائے۔ عربی زبان کی ضرب المثل ہے۔ کہ "لَا يُعْرَفُ الشُّجَاعُ اِلَّا عِنْدَ الْحَرَابِ وَلَا يُعْرَفُ الْحَلِيْمُ اِلَّا عِنْدَ الْغَضَبِ۔۔۔۔۔۔۔

بہادر لڑائی ہی میں پہچانا جاتا ہے۔ اور بُردبار غصہ کے وقت۔

اللہ عزّوجل فرماتا ہے۔ کہ "وَلَا تَسْتَوِی الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ۔۔۔۔۔۔ اور نیکی اور بدی برابر نہیں ہوتی۔ بُرائی کو بھلائی سے دفع کر پھر تیرا دشمن ایسا ہو جائے گا۔ جیسے دلی دوست۔ ابنِ عباسؓ اسکی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ کہ ایمان والوں کو حکم ہے کہ وہ غصّے کے وقت صبر کریں۔ اور دوسرے کی جہالت پر اپنی بُردباری کا ثبوت دیں اور دوسرے کی بُرائی سے درگذر کریں ؎

تو بھلا ہے تو بُرا ہو نہیں سکتا لے ذوقؔ — ہے بُرا وہی جو تجھ کو بُرا کہتا ہے،
اور اگر تو ہے بُرا تو وہ سچ کہتا ہے — پھر بُرا کہنے سے کیوں اسکے بُرا نتا ہے

(ذوقؔ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تحمل و بُردباری۔ آپ لوگوں کی ایذا پر بہت تحمل و بردباری کرنے والے تھے۔ وہ حرکات جو بالکل روزمرّہ کا معمول بن گئیں یہ تھیں۔ کہ آپ کے محلہ دار اور پڑوسی جو بڑے اہتمام سے آپ کے راستے میں کانٹے بچھاتے تھے، نماز پڑھتے وقت شور و غل مچاتے اور ہنسی مذاق اڑاتے، عین حالت سجدہ میں اوجھڑیاں لاکے ڈالتے، چادر کو لپیٹ کر گلا گھونٹتے، محلّے کے لونڈوں کو پیچھے لگا دیتے، کہ تالیاں پیٹیں۔ سیٹیاں بجائیں اور غوغا کریں۔ قرآن پڑھنے کی حالت میں آپ کو اور قرآن کو اور خدا تعالیٰ کو گالیاں دیتے۔

اس معاملہ میں آپ کا حقیقی چچا ابو لہب اور اس کے ساتھ اس کی بیوی اُمّ جمیل بہت پیش پیش تھی۔ وہ بلا ناغہ کئی سال تک آپ کے راستہ میں غلاظت اور کوڑا کرکٹ اور کانٹے جمع کر کر کے ڈالا کرتی تھی اور حضورؐ روزانہ بڑی محنت سے راستہ صاف کرتے۔ آپ کو اس کم بخت نے اس درجہ پریشان کر رکھا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی تسکین کے لئے یہ بشارت سنائی کہ آپ کو ایذا دینے والی کے خاوند کے ایذا رساں ہاتھ ٹوٹ جانے والے ہیں اور خود یہ بھی دوزخ کے حوالے ہونے والی ہے

ایک مرتبہ حرم میں رسولؐ خدا مصروفِ نماز تھے، کہ عقبہ بن معیط نے چادر آپ کے گلے میں ڈال اور اسے خوب مروڑ کر گلا گھونٹا۔ یہاں تک کہ آپ گھٹنوں کے بل گر پڑے۔ (سیرت النبی شبلی)

اس شخص نے ایک مرتبہ نماز میں آپ پر اوجھڑی بھی ڈالی تھی۔

ایک مرتبہ آپ حرم میں مصروفِ نماز تھے کہ ابو جہل اور چند اور رؤساء قریش کو تو جہ ہوئی، ابو جہل کہنے لگا "کاش اس وقت کوئی جاتا اور اونٹ کی اوجھڑی

نجاست سمیت اُٹھا لاتا۔ تاکہ حبیب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سجدے میں جاتا تو اس کی گردن پر ڈال دیتا۔"

عقبہ نے کہا کہ یہ خدمت انجام دینے کے لئے بندہ حاضر ہے۔ اوجھڑی لائی گئی۔ اُن شریروں کے ذوقِ غنڈہ گردی نے واقعی اسے آپ کے اوپر حالتِ سجدہ میں ڈال کر دم لیا۔ اب ٹھٹھے مار مار کر ہنسی اڑائی جا رہی تھی۔ حضرت فاطمہؓ کو اطلاع ہوئی تو آپ دوڑی آئیں اور پاکیزہ باپ کی معصوم بچی نے وہ سارا بارِ غلاظت آپ کے اوپر سے ہٹایا۔ ساتھ ساتھ عقبہ کو بددعائیں بھی دیتی جاتی تھیں (سیرت النبی شبلی)

ایک مرتبہ آپ راستہ چلتے جا رہے تھے۔ کہ کسی شقی نے سر پر مٹی ڈال دی۔ اسی حالت میں یہ مجسمۂ صبر و تحمل و بردباری چپ چاپ گھر پہنچے معصوم بچی فاطمہ نے دیکھا تو آپ کا سر دھوتی جاتی تھی اور ساتھ ساتھ مارے غم کے روتی جاتی تھیں۔ آپؐ نے اس ننھی سی جان کو تسلی دی۔ کہ "جانِ پدر رو نہیں، خدا تیرے باپ کو بچالے گا۔ (سیرت النبی شبلی)

حضرت امام زین العابدینؓ کو ایک شخص نے گالی دی۔ آپ نے فرمایا اے بھائی میرے اور دوزخ کے درمیان ایک گھاٹی ہے (یعنی پل صراط کا راستہ ہے) اگر میں اس سے گذر گیا تب تو مجھے تیرے برا کہنے کی کچھ پرواہ نہیں ہے اور اگر میں اس سے نہ گذرا اور دوزخ میں گر گیا۔ تو جس قدر بھی تو نے مجھے برا کہا ہے اس سے زیادہ برا ہوں۔ آپ ایکبار مسجد کو تشریف لے جا رہے تھے راستے میں ایک شخص نے آپکو گالی دی آپکے غلاموں نے سرزنش کرنی چاہی آپ نے منع فرمایا اور کہا کہ جو تو کہتا ہے میں اس سے بھی زیادہ برا ہوں۔

کیا کوئی تیری حاجت ہے جو میں پوری کروں۔ وہ آدمی شرمندہ ہوگیا۔ آپ نے اپنا جامہ اسے دے دیا۔ اور ایک ہزار درہم بھی عطا فرمائے۔ وہ شخص جاتا ہوا کہتا تھا۔ کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ فرزند رسولؐ ہیں۔

عفو و درگذر :۔ ابوسفیان آپ کے خون کا پیاسا۔ اسلام اور مسلمانوں کا بڑا دشمن، وہ ابوسفیان جو بدر، اُحد، احزاب وغیرہ لڑائیوں میں دشمنوں کا سردار تھا جس نے خدا جانے کتنے بیکس مسلمانوں کو تہہ تیغ کر دیا۔ جب فتح مکہ کے موقع پر حضورؐ کے سامنے لایا جاتا ہے۔ تو آپ نہ صرف اُسے معاف فرماتے ہیں، بلکہ فرماتے ہیں۔ "جو ابوسفیان کے گھر میں پناہ لے گا۔ اس کو بھی امن ہے"

ابوسفیان کی بیوی ہندہ جو اُحد کے معرکہ میں اپنی سہیلیوں کے ساتھ گا گا کر قریش کے سپاہیوں کا دل بڑھاتی ہے۔ جو حضورؐ کے محبوب چچا حمزہؓ کی لاش کے ساتھ بے ادبی سے پیش آتی ہے۔ ان کے سینہ کو چاک کرتی ہے۔ ان کے ناک، کان کاٹ کر ہار بناتی ہے۔ کلیجہ کو نکال کر چباتی ہے۔ فتح مکہ کے بعد نقاب ڈالے ہوئے سامنے آتی ہے۔ اور اُسوقت بھی گستاخی سے باز نہیں آتی، آپ اس پر بھی تعرض نہیں فرماتے اور ہندہ اس عفو و درگذر، تحمّل و بردباری، جود و کرم اور وسعت ظرف کو دیکھ کر بے اختیار پکار اُٹھتی ہے۔

اے محمدؐ! آج سے پہلے تمہارے خیمہ سے زیادہ کسی خیمہ سے مجھے نفرت نہ تھی۔ لیکن آج تمہارے خیمہ سے زیادہ کسی کا خیمہ مجھے محبوب نہیں۔

حقوقِ والدین

۴۳۔ رِضَا الرَّبِّ فِیْ رِضَا الْوَالِدَیْنِ وَسَخَطُهٗ فِیْ سَخَطِهِمَا۔

(طبرانی عن ابن عمر رضی اللہ عنہ)

ترجمہ۔ طبرانی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ پروردگارِ عالم کی خوشنودی والدین کی خوشنودی میں ہے اور اس کی ناخوشی والدین کی ناخوشی میں ہے۔

بندوں پر دو قسم کے حقوق ہیں۔ ایک اللہ تعالیٰ کا حق۔ دوم بندوں کا حق۔ دونوں قسم کے حقوق کی بجاآوری نہایت ضروری اور لازمی ہے، دونو حقوق میں سے بڑا حق اللہ عزّ وجل کا ہے۔ اور بندوں کے حق میں سب سے بڑا حق والدین کا ہے۔ اسی لئے قرآن کریم میں حق اللہ کے بعد متصل ہی حقوقِ والدین کا بیان آتا ہے۔ قرآن کریم میں والدین کے ساتھ نیک سلوک اور ان کا شکریہ ادا کرنے اور ان کی اطاعت و فرمانبرداری اور خدمت گذاری کرنے کی جابجا تاکید کی گئی ہے۔ اور وثوق کے ساتھ کہا جا سکتا ہے۔ کہ حقوق العباد میں بر والدین کے علاوہ اور کسی مضمون پر اتنا تکرار اور اعادہ کتاب اللہ میں موجود نہیں اور یہی صورت احادیث نبوی کی ہے۔ اور فقہ کی تمام معتبر کتابوں میں بھی لکھا ہے۔ کہ والدین کا حق بہت بڑا اور زیادہ ہے۔ ان کی عزت و اکرام اور ادب و احترام ان کی خدمت و اطاعت اور ان کی شکر گذاری و

فرمانبرداری واجب ہے۔ ان کی توہین اور تحقیر اور ان کی بے ادبی و نافرمانی اور ان کی دل آزاری و ایذا دہی ان سے مغرورانہ و متکبرانہ انداز میں بات چیت کرنا، ان کو نام لے کر پکارنا، ان کے سامنے بے ہودہ فضول باتیں کرنا یہ سب باتیں حرام اور گناہ کبیرہ ہیں۔ حضرت سفیان ثوری فرماتے ہیں۔ کہ جو شخص یہ چاہتا ہے۔ کہ اس کی عمر دراز ہو اور اس کی روزی میں برکت ہو اور دنیا و آخرت میں اس کو سعادت نصیب ہو اس کو چاہیئے کہ والدین کی خدمت کرے۔ ان کی تابعداری سے روگردانی نہ کرے انکو راضی رکھنے کی کوشش کرے گا۔

سب سے بڑی عبادت ماں باپ کی ہے خدمت　　سب سے بڑی سعادت ماں باپ کی ہے عزت

اللہ عزوجل فرماتا ہے وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا۔ اور اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، اور ماں باپ سے نیک سلوک کرو۔

ابن ماجہ نے حضرت ابو امامہ سے روایت کی ہے۔ کہ ایک آدمی نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! والدین کا اپنی اولاد پر کیا حق ہے؟ آپ نے فرمایا۔ وہ دونوں تیرے لئے جنت و دوزخ ہیں۔

یعنی ان کی اطاعت و فرمانبرداری اور خدمت و شکر گذاری کر کے تو جنت میں جا سکتا ہے اور ان کی نافرمانی اور ناشکری کرنے سے دوزخ میں۔

امام بخاری نے حضرت عبداللہ سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ کہ خدا تعالٰی کے نزدیک سب سے اچھا عمل کونسا ہے؟ آپ نے فرمایا۔ نماز کو وقت پر ادا کرنا۔ میں نے عرض کیا۔ پھر کون سا۔

فرمایا۔ ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنا۔

ابن عساکر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص اس حال میں صبح کرے۔ کہ وہ اپنے ماں باپ کے حق میں خدا کے احکام کی اطاعت کرتا ہو (یعنی والدین کے حقوق کو ادا کرتا ہو) وہ اس حال میں صبح کرتا ہے۔ کہ اس کے لئے جنت کے دو دروازے کھلے ہوتے ہیں۔ اور اگر ماں باپ میں سے ایک ہی زندہ ہو تو جنت کا ایک دروازہ کھلا ہوتا ہے۔

بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو بیٹا کہ ماں باپ کی طرف رحمت و شفقت کی نظر سے دیکھے۔ اللہ تعالیٰ اس کے حساب میں ہر نظر کے بدلے ایک مقبول حج کا ثواب لکھتا ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا۔ اگرچہ دن بھر میں سو مرتبہ دیکھے آپ نے فرمایا۔ ہاں اللہ تعالیٰ بہت بڑا اور پاکیزہ ہے۔

امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ غبار آلود ہو ناک اس کی۔ خاک آلود ہو ناک اس کی۔ خاک آلود ہو ناک اس کی (یعنی وہ ذلیل و خوار ہو) پوچھا گیا یا رسول اللہ! کس کی ناک۔ آپ نے فرمایا۔ اس شخص کی۔ جس نے والدین میں سے کسی ایک کو یا دونوں کو بڑھاپا پایا۔ اور پھر جنت میں داخل نہیں ہوا۔ (یعنی ان کی خدمت و اطاعت کر کے)

السّلام علیکم کہنا!

۴۲- اَیُّ الْاِسْلَامِ خَیْرٌ قَالَ تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلٰی مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ یَعْرِفْ۔

(بخاری و مسلم عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ)

ترجمہ - امام بخاری و مسلم نے حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اسلام میں سب سے بہتر عمل کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ بھوکوں کو کھانا کھلانا اور سلام کرنا ہر اُس شخص کو خواہ تو اُسے پہچانتا ہو یا نہ پہچانتا ہو۔

السلام علیکم کے معنی ہیں "سلامتی ہو تم پر" یہ ایک دعائیہ جملہ ہے۔ کہ اسلام نے مسلمانوں کو اس کی تعلیم و تلقین کی ہے کہ جب وہ ایک دوسرے سے ملاقات کریں تو کلام کرنے سے پہلے ایک السلام علیکم کہے اور دوسرا جواب میں وعلیکم السلام کہے۔ دنیا میں جتنی قومیں ہیں ملاقات کے وقت ہر ایک قوم کا ایک خاص شعار ہوتا ہے۔ اور اسلام نے اپنے پیروکاروں کے لئے یہ شعار مقرر کیا ہے۔ سلام کرنا سنّت اور اس کا جواب دینا واجب اور کم درجہ وعلیکم السلام کہنا ہے۔ اور " ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ومغفرتہ" کا بڑھانا افضل و احسن ہے۔ سلام کرنے سے دلوں میں اُلفت و محبت اور تعلق اور دوستی پیدا ہوتی ہے۔ اور بغض اور کینے اور عداوت و دشمنی باقی نہیں رہتی،

صحیح مسلم باب الہجرت میں ہے۔ کہ جب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے۔ تو سب سے پہلے خالص خدا پرستی کی تعلیم دی۔ اور آپس میں سلام کرنے کا حکم دیا۔

اللہ عزّوجل فرماتا ہے کہ وَاِذَا حُیِّیْتُمْ بِتَحِیَّۃٍ فَحَیُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْھَا اَوْ رُدُّوْھَا (سورہ نساء) اور جب تمہیں سلام کہا جائے۔ تو (جواب میں) تم اس سے بہتر سلام کہو یا وہی الفاظ کہہ دو۔

امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم اس وقت تک جنّت میں داخل نہ ہوگے۔ جب تک ایمان نہ لاؤ۔ اور اس وقت تک تمہارا ایمان کامل نہ ہوگا جب تک تم آپس میں محبت نہ کروگے۔ کیا میں تم کو ایک ایسی بات نہ بتلاؤں، جب تم اس پر عمل کرو۔ تو تمہارے درمیان محبت بڑھے اور وہ یہ ہے کہ سلام کو رواج دو یعنی آشنا و ناآشنا سب کو سلام کرو۔

اس پاک تعلیم کا یہ نتیجہ تھا۔ کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم ہر واقف و ناواقف کو سلام کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا معمول تھا۔ کہ وہ روزانہ بازار میں جاتے اور ہر دوکاندار، ہر مسکین، ہر مسافر اور ہر شخص کو سلام کرتے۔ ایک شخص نے پوچھا۔ کہ بازار میں آپ نہ کسی چیز کا نرخ دریافت کرتے ہیں۔ نہ کچھ خریدتے ہیں۔ پھر کس کام کو آتے ہیں۔ بولے صرف سلام کرنے اور ثواب خریدنے کے لئے۔

امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ مسلمان کے مسلمان پر چھ حق ہیں پوچھا گیا یارسولؐ اللہ! وہ کیا ہیں۔ آپ نے فرمایا (۱) جب تو کسی مسلمان سے ملاقات کرے۔ تو اس کو سلام کر (۲) جب تجھ کو دعوت دے تو اس کی دعوت قبول کر (۳) جب تجھ سے کوئی نصیحت یا خیر خواہی چاہے تو اس کو نصیحت کر۔ (۴) جب کوئی چھینکے اور پھر الحمد للہ کہے۔ تو اس کی چھینک کا جواب دے، یعنی یرحمک اللہ کہہ (۵) جب کوئی بیمار ہو تو ہو تو اس کی عیادت کر (۶) جب کوئی مر جائے تو اس کے (جنازہ) کے ساتھ جا۔

ترمذی، ابو داؤد نے حضرت عمران بن حصین سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک شخص حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا "السلام علیکم"۔ تو حضورؐ نے اس کے سلام کا جواب دیدیا۔ پھر وہ شخص بیٹھ گیا حضور صلعم نے فرمایا۔ اس شخص کیلئے دس نیکیاں لکھی گئیں۔ پھر ایک اور شخص آیا اور کہا۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ۔ آپ نے اس کو بھی سلام کا جواب دیا۔ وہ بیٹھ گیا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اس کے لئے بیس نیکیاں لکھی گئیں۔ پھر ایک اور شخص آیا۔ اور کہا۔ "اَلسَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ" آپ نے اس کے سلام کا بھی جواب دیا۔ پھر وہ بیٹھ گیا۔ آپ نے فرمایا اس کے لئے تیس ۳۰ نیکیاں لکھی گئیں۔

اور ابو داؤد نے حضرت معاذ بن انس رضؓ سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے اور یہ الفاظ زیادہ بیان کئے ہیں کہ پھر ایک اور شخص آیا اور کہا اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ وَمَغْفِرَتُهُ آپ نے فرمایا اس شخص کیلئے چالیس نیکیاں لکھی گئیں اسکے بعد آپؐ نے فرمایا۔ اور اسی طرح سے ثواب بڑھتا جاتا ہے۔

مُصَافحہ و مُعانقہ

۴۵۔ مَامِنْ مُسْلِمَیْنِ یَلْتَقِیَانِ فَیَتَصَافَحَانِ اِلَّا غُفِرَلَهُمَا قَبْلَ اَنْ یَّتَفَرَّقَا۔ (ترمذی عن براء بن عازب رضی اللہ عنہ)

ترجمہ۔ امام ترمذی نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ دو مسلمان ایسے نہیں جو آپس میں ملیں اور مصافحہ کریں، مگر یہ کہ ان دونوں کو جدا ہونے سے پہلے بخش دیا جاتا ہے۔

مصافحہ کہتے ہیں ملاقات کے وقت ہاتھ ملانے کو اور معانقہ سے مراد سفر سے آنے والے شخص سے بغلگیر ہونا ہے۔ مصافحہ و معانقہ کرنے سے محبّت میں اضافہ ہوتا ہے۔ دشمنی و کینہ دور ہوتا ہے۔ اور گناہ بخش دیئے جاتے ہیں صحابہ کرام میں ان دونوں باتوں کا رواج تھا

امام بخاری نے حضرت قتادہ رض سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت انس رض سے پوچھا۔ کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں مصافحہ کا رواج تھا؟ انہوں نے کہا، ہاں، امام مالک نے عطاء خراسانی سے روایت کی ہے۔ کہ وہ کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مصافحہ کیا کرو۔ اس سے کینہ دُور ہو جاتا ہے۔ ...... بیہقی نے حضرت براء بن عازب سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔۔۔

دو مسلمان جب آپس میں مصافحہ کریں تو ان کے درمیان کوئی گناہ باقی نہیں رہتا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک کا بیان ہے کہ میں صرف اس غرض سے ہاتھوں میں خوشبو ملتا تھا۔ کہ جو لوگ مجھ سے مصافحہ کریں ان کے ہاتھ معطر ہو جائیں

ترمذی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ سے بارہا معانقہ کیا اور مصافحہ کیا۔ ابوداؤد نے ایوب بن بشیر قبیلہ بنو عنترہ کے ایک شخص سے روایت کی ہے کہ اس شخص نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تم لوگوں سے ملاقات کیا کرتے تھے تو کیا مصافحہ بھی کیا کرتے تھے۔ ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہا۔ میں نے جب کبھی آپ سے ملاقات کی۔ آپ نے مجھ سے مصافحہ کیا اور ایک روز آپ نے مجھ کو بلا بھیجا۔ میں اس وقت گھر میں موجود نہ تھا جب میں گھر آیا۔ تو مجھ کو اس کی اطلاع دی گئی۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ اُس وقت تخت پر تشریف فرما تھے۔ آپ نے مجھ کو گلے سے لگا لیا۔ اور یہ گلے لگانا بہت بہتر بہت بہتر ہوا (یعنی مصافحہ سے زیادہ بہتر ہوا کہ معانقہ کی برکت و راحت حاصل ہوئی۔ ادب المفرد میں ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عموماً مصافحہ اور معانقہ کرتے تھے۔

ترمذی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔ وہ کہتی ہیں کہ زید بن حارثہ مدینہ میں آئے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کیلئے حاضر ہوئے حضور اسوقت میرے گھر میں تشریف فرما تھے انہوں نے دروازہ کو کھٹکھٹایا۔ رسول صرف تہبند باندھے برہنہ جسم چادر کو کھینچتے ہوئے باہر تشریف لے گئے قسم ہے خدا کی میں (باقی صفحہ ۱۲۵ پر)

تیمارداری

۲۶۔ عَائِدُ الْمَرِیْضِ فِیْ مَخْرَفَةِ الْجَنَّةِ حَتّٰی یَرْجِعَ۔

(مسلم عن ثوبان رضی اللہ عنہ)

ترجمہ۔ امام مسلم نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ بیمار پرسی کرنے والا جب تک مریض کے پاس رہتا ہے جنت کے باغ میں ہوتا ہے۔

بر سر بالین بیماراں گذر ۔۔۔ زانکہ ہست ایں سنت خیر البشر

مریض کی عیادت و تیمارداری حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور بڑا کارِ ثواب ہے۔ یہ بھی آپس میں میل ملاپ اور تعلقات بڑھانے کا ایک بہترین ذریعہ ہے۔ اور مریض کا دل خوش ہو کر دعائیں دیا کرتا ہے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول تھا۔ کہ ہر روز صبح کے وقت مریضوں کی عیادت کے لئے تشریف لے جاتے تھے۔ اور جب موقع ملتا تھا تو تیمارداری بھی کرتے تھے۔ صحابہ کرام عموماً مریضوں کی عیادت کو اپنا فرض خیال کرتے تھے اور اکثر اوقات تیمارداری میں بھی مصروف رہتے تھے۔ ایک دن حضرت شداد بن اوس ضعیفی کی وجہ سے لکڑی ٹیکتے ہوئے مسجد قبا کی طرف جا رہے تھے۔ کسی نے پوچھا کہاں کا ارادہ ہے؟ بولے ایک مریض کی عیادت کے لئے جا رہا ہوں۔ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ کہ مریض کی

عیادت کرنا حق تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔ پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایک یہودی لڑکے کی عیادت کو تشریف لے گئے۔ اور حضرت امام اعظم نے اپنے ایک مجوسی پڑوسی کی عیادت کی۔

امام بخاری نے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت کی ہے کہ پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مریض کی عیادت کرو۔ اور بھوکوں کو کھانا کھلاؤ۔ اور قیدیوں کو رہائی دلاؤ۔ (امام بخاری و مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ مسلمان کے دوسرے مسلمان پر پانچ حق ہیں (۱) سلام کا جواب دینا (۲) مریض کی عیادت کرنا (۳) جنازہ کے ساتھ جانا (۴) دعوت قبول کرنا (۵) چھینک کا جواب دینا)

امام ترمذی نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ میں نے پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ فرما رہے تھے۔ کہ کوئی مسلمان ایسا نہیں ہے جو کہ کسی مسلمان کی صبح کی عیادت کرتا ہے۔ مگر یہ کہ شام ہونے تک ستّر ہزار فرشتے اس کی رحمت و مغفرت کے لئے دعا کرتے ہیں۔ اور اگر شام کو عیادت کرتا ہے تو صبح ہونے تک ستّر ہزار فرشتے اس کے لئے دعا کرتے ہیں۔ اور اس کے لئے جنّت میں ایک پھلوں کا باغ مقرر کر دیا جاتا ہے۔

(ایک حدیث میں ہے جو شخص کسی دن یہ چار کام کرے، روزہ رکھے اور جنازے کے ساتھ جائے۔ اور مسکین کو کھانا کھلائے۔ اور مریض کی عیادت کرے، وہ جنت میں داخل ہوگا)

بقیہ صفحہ نمبر ۔۔۔: اس سے پہلے ورنہ اسکے بعد آپکو برہنہ نہیں دیکھا آپنے جوشِ محبت سے زید کو گلے لگا کر بوسہ دیا

مُشَایعتِ جنازہ

۴۷۔ مَنْ شَہِدَ الْجَنَازَۃَ حَتّٰی یُصَلّٰی عَلَیْہَا فَلَہٗ قِیْرَاطٌ وَ مَنْ شَہِدَہَا حَتّٰی تُدْفَنَ فَلَہٗ قِیْرَاطَانِ۔ قِیْلَ وَمَا الْقِیْرَاطَانِ۔ قَالَ مِثْلُ الْجَبَلَیْنِ الْعَظِیْمَیْنِ۔ (بخاری مسلم عن ابی ہریرۃ)

ترجمہ۔ امام بخاری و مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جو شخص جنازے کے اندر حاضر رہا یہاں تک کہ اس پر نماز بھی پڑھی گئی۔ تو اُس کو ایک قیراط ثواب ملتا ہے اور جو شخص جنازہ میں حاضر رہا حتیٰ کہ اس کو دفن بھی کر دیا گیا۔ تو اس کے لئے ثواب میں دو قیراط ہیں۔ دریافت کیا گیا۔ کہ دو قیراط کتنے ہیں (یا کیا ہیں) آپ نے فرمایا دو بڑے پہاڑوں کے برابر۔

دُنیا ایک سرائے ہے۔ ایک آتا ہے دوسرا جاتا ہے۔ یہاں کسی نے رہنا نہیں۔ ہر ایک نفس نے فناہ کا جام پی کر یہاں سے کوچ کرنا ہے۔ اس لئے ہر آدمی کیلئے لازمی ہے کہ جب اس کا کوئی مسلمان بھائی یا دوست یار یا عزیز رشتہ دار مر جائے تو اس کی تکفین و تدفین اور نماز جنازہ میں ضرور شامل ہو جائے۔ ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر جو حقوق ہیں اُن میں سے ایک بڑا اور ضروری حق یہ بھی ہے کہ جنازہ کے ساتھ جائے اور نماز جنازہ پڑھے۔ اپنے خویش و اقارب یا ہمسایہ پڑوسی یا کسی صالح

دیندار یا عالم دین کے جنازہ کے ساتھ جانا ثواب میں نوافل سے افضل ہے۔ نماز جنازہ فرض کفایہ ہے۔

امام بخاری و مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ مسلمان کے مسلمان پر پانچ حق ہیں۔ (۱) سلام کا جواب دینا (۲) مریض کی عیادت کرنا (۳) جنازہ کے ساتھ جانا (۴) دعوت کو قبول کرنا (۵) چھینک کا جواب دینا۔

امام بخاری و مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے' وہ کہتے ہیں کہ ایک کالی عورت مسجد (نبوی) میں جھاڑو دیا کرتی تھی یا ایک جوان، جھاڑو دیا کرتا تھا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو غائب پایا۔ تو پوچھا وہ کہاں ہے) صحابہؓ نے عرض کیا وہ مرگئی (یا مرگیا) آپ نے فرمایا۔ تم نے اس کی خبر مجھ کو نہ دی۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ گویا صحابہؓ نے اس کی موت کو معمولی بات خیال کیا۔ اور آپ کو اس کی اطلاع نہ دی۔ آپؐ نے فرمایا۔ اچھا مجھ کو اس کی قبر بتاؤ۔ صحابہؓ آپؐ کو اس کی قبر پر لے گئے۔ اور آپؐ نے اس کی قبر پر نماز پڑھی اور پھر فرمایا۔ یہ قبریں تاریکیوں سے بھری ہوئی ہیں۔ اور ان پر میرا نماز پڑھنا ان کو روشن کر دیتا ہے۔ امام ترمذی و ابوداؤد نے حضرت مالک بن ہبیرہ سے روایت کی ہے۔ کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جس (مسلمان) پر تین صفیں نماز پڑھ لیں۔ تو اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔

تعزیت و ماتم پرسی

۴۸۔ مَنْ عَزّٰی ثَکْلٰی کُسِیَ بُرْدًا فِی الْجَنَّۃِ۔

(ترمذی عن ابی برزۃ رضی اللہ عنہ)

ترجمہ۔ ترمذی نے حضرت ابو برزۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جو شخص اس عورت کو تسلی دے۔ جس کا بیٹا مرگیا ہو جنت میں اس کو بہترین لباس پہنایا جائے گا۔

جب کسی مسلمان کا ماں باپ، بھائی، بہن، بیٹا، بیٹی یا اور کوئی عزیز، رشتہ دار وغیرہ مرجائے۔ تو دوسرے مسلمانوں کو چاہیئے کہ اس کے پاس جاکر تعزیت و ماتم پرسی کریں۔ اس کو صبر و تسلّی دیں تاکہ اس کے دل کو دلاسا ہو اور کے گھر والوں کو کھانا تیار کرکے بھیج دیں۔ اس سے پوری ہمدردی وغمگساری کا اظہار کریں۔ اور اس کے لئے اور میّت کیلئے اجر و ثواب اور بخشش و مغفرت کی دعا کریں

ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کسی مصیبت زدہ کی تعزیت کرے۔ اُسے اُسی کے برابر ثواب ملے گا۔ ابن السنی نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ عزوجل سے عرض کیا۔ اس شخص کی کیا جزا ہے جو اس عورت کو تسلی دے جس کا بیٹا مرگیا ہو۔ اللہ عزوجل نے فرمایا، اُسے اُس دن اپنا

سایۂ خاص عطا کروں گا۔ جب کہ میرے سایہ کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا۔
ابن ماجہ نے حضرت عمرو بن حزم سے روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نہیں کوئی مومن جو صبر دلائے اپنے (مسلمان) بھائی کو کسی مصیبت میں مگر اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن کرامت کا لباس پہنائے گا

تعزیت و ماتم پرسی کے الفاظ۔ جب کسی کی ماتم پرسی کرے تو یوں کہے "اِنَّ لِلّٰهِ مَآ اَخَذَ وَلَهٗ مَآ اَعْطٰى وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِاَجَلٍ مُّسَمًّى فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ۔ خدا ہی کے لئے وہ چیز جو اس نے لی اور اسی کے لئے ہے وہ چیز جو اس نے دی۔ اور ہر چیز کا اس کے ہاں ایک وقت مقرر ہے۔ پس تو صبر کر اور ثواب کی طالب ہو۔ اور نسائی میں ہے کہ تعزیت ان الفاظ کے ساتھ کرے: "اَعْظَمَ اللّٰهُ اَجْرَكَ وَاَحْسَنَ عَزَاءَكَ وَغَفَرَ لِمَيِّتِكَ" اللہ تعالیٰ تیرا ثواب زیادہ کرے۔ اور تیرا صبر اچھا کرے۔ اور تیری میت کو بخش دے۔

مصیبت زدہ اور غمزدہ شخص کو تسلی و تشفی دینا اور اس کے رنج و غم کو دور کرنا سنت ہے۔ تعزیتی خطوط بھیجنا بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے ایک مرتبہ حضرت معاذؓ کے فرزند کے انتقال پر ایک نامہ مبارک ارسال فرمایا۔ اور تار دینا بھی درست ہے۔ مستحب ہے کہ تعزیت میں ایسے کلمات کہے۔ کہ اہل مصیبت کے دل پر صبر و تسکین پیدا ہو۔ اور اہل مصیبت سے مصافحہ بھی کرے۔ میت کے سب اقرباء کے پاس جا کر تعزیت کرنا مستحب ہے لیکن جوان عورت کے پاس جانا منع ہے مگر جس سے کوئی پردہ اور رشتے شرع نہ ہو تو درست ہے

کسی کو ایذا نہ دینا

۴۹- اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ۔ (بخاری ومسلم عن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما)

ترجمہ۔ امام بخاری ومسلم نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ کامل مسلمان وہ ہے۔ کہ جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں۔

مسلم آنکس بود بقولِ رسول ۔۔۔ گرچہ عامی بود وگر عالم
کہ بہر جا بود مسلمانے ۔۔۔ باشد از قول وفعل او سالم
(جامی)

اس حدیث میں مسلمان بندہ کے ایک خاص وصف اور نیک و بزرگ خصلت کا بیان ہوا ہے۔ کہ ایک مسلمان میں اس کا ہونا نہایت ہی ضروری ولازمی ہے۔ وہ یہ کہ مسلمان اپنی زبان اور اپنے ہاتھ سے کسی دوسرے مسلمان بھائی کو کسی قسم کی ایذا وتکلیف اور رنج وغم نہ پہنچائے۔ زبان سے گالی گلوچ، بدزبانی، درشت کلامی۔ لعنت، ملامت، طعن وتشنیع تفسیق وتکفیر۔ چغلی۔ غیبت، تہمت اور بہتان وغیرہ سے مسلمانوں کو محفوظ رکھے، اور ہاتھ سے نہ تو کسی مسلمان کو ناحق مارے۔ پیٹے اور نہ قلم سے اسے نقصان پہنچائے۔ اور نہ دھوکہ، فریب، مکرو دغا، ظلم وزیادتی اور چوری سے اس کا مال لے

حضرت مولانا تھانوی قدس سرہٗ "اشرف المعمولات" ملفوظ ۲۱ میں کسی کو تکلیف نہ دینے کے متعلق فرماتے ہیں۔ کہ احادیث کے تتبّع سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ تمام اخلاق کا خلاصہ یہ ہے کہ کسی کو دوسرے سے تکلیف نہ پہنچے۔ "اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ" الخ اور حدیث میں آیا ہے کہ کوئی اپنے بھائی کی لکڑی نہ اٹھائے۔ کیونکہ وہ پریشان ہو گا۔ لَا لَاعِبًا وَّلَا جَادًّا (یعنی نہ ہنسی میں اور نہ بقصد لینے کے (ایسی ہنسی سے ممانعت کی علت وہی اذیت ہے)

امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ مسلمان مسلمان کا (دینی) بھائی ہے کوئی مسلمان کسی (دوسرے) پر نہ تو ظلم کرے۔ اور نہ اس کو رسوا کرے اور نہ اس کو ذلیل و حقیر سمجھے۔ تقویٰ اس جگہ ہے یہ فرما کر آپ نے تین مرتبہ اپنے سینہ کی طرف اشارہ فرمایا۔ اور پھر فرمایا۔ انسان کے لئے اتنی برائی کافی ہے۔ کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر و ذلیل جانے مسلمان کی سب چیزیں مسلمان پر حرام ہیں۔ اس کا خون اور اس کا مال اور اس کی عزت و آبرو۔

ہزار زہد و ریاضت ہزار استغفار ہزار طاعت شبہا ہزار بیداری

ہزار صدقہ و خیرات ہزار حج جہاد قبول نیست اگر خاطرے بیازاری

غنیۃ الطالبین میں ہے کہ امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے (اکبار) اپنے غلام کو پکارا۔ اس نے آپ کو جواب نہ دیا۔ پھر آپ نے اسے دوبارہ، اور سہ بارہ آواز دی۔ تب بھی اس نے جواب نہ دیا۔ سو آپ اس کا حال

دریافت کرنے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ تو اس کو دیکھا کہ وہ لیٹا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کیا تو نہیں سنتا ہے اے غلام! اس نے عرض کیا کہ ہاں سنتا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ تو تم کو کس چیز نے جواب نہ دینے پر آمادہ کیا۔ عرض کیا۔ مجھ کو آپ سے آزار پہنچنے کا اندیشہ نہیں ہے۔ اس واسطے میں نے جواب دینے میں سستی کی، آپ نے فرمایا۔ کہ جاؤ تم اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لئے آزاد ہو۔ تم اللہ تعالیٰ کی ذات کے تصدق آزاد ہو۔

امام احمد نے حضرت عمرو بن عبسہؓ سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ پس میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! آپ کے ساتھ (ابتدائے اسلام میں) اس امر (دین) یعنی اسلام میں کون تھا۔ آپ نے فرمایا۔ ایک آزاد (شخص) اور ایک غلام، میں نے عرض کیا اسلام (کی نشانی) کیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ پاکیزہ کلام۔ اور لوگوں کو کھانا کھلانا۔ میں نے عرض کیا۔ ایمان کی علامت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا۔ صبر اور سخاوت۔ میں نے عرض کیا۔ سب سے بہتر اسلام کس کا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں۔

بیہقی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ! فلاں عورت زیادہ نماز پڑھنے، روزے رکھنے اور خیرات کرنے میں شہرت رکھتی ہے لیکن وہ اپنی زبان سے ہمسایوں کو ایذا دیتی ہے آپ نے فرمایا وہ دوزخ میں ہو گی (پھر) اُس آدمی نے کہا۔ یا رسول اللہ فلاں عورت نماز روزہ اور صدقہ کی کمی کیلئے مشہور ہے، البتہ اپنے ہمسایوں کو اپنی زبان سے ایذا نہیں دیتی آپ نے فرمایا وہ جنت

میں ہو گی۔

مساوات

لا فضل لعربی علی عجمی ولا لعجمی علی عربی الا بالتقوی۔

ترجمہ۔ عرب کے کسی باشندے کو عجم کے کسی باشندے پر اور عجم کے کسی شخص کو عرب کے کسی شخص پر کوئی فضیلت نہیں ہے مگر صرف تقویٰ و خدا ترسی سے۔

دنیا میں صرف اسلام ہی ایسا مذہب ہے جو مساوات کا علمبردار ہے، اور اپنے پیروکاروں کو اپنے آباؤ اجداد اور خاندان و قوم پر فخر و مباہات سے روک کر مساوات و برابری کی تعلیم دے رہا ہے۔ اسلام میں انسان ہونے کی حیثیت سے کسی عربی کو کسی عجمی پر اور کسی عجمی کو کسی عربی پر اور کسی آزاد کو غلام پر اور کسی گورے کو کالے پر اور کسی بڑے خاندان والے کو چھوٹے خاندان والے پر اور کسی عزت والے پیشہ والے کو ذلیل پیشہ والے پر کسی بادشاہ کو رعیت پر کوئی فوقیت و برتری نہیں مگر صرف تقویٰ و پرہیزگاری سے اسلام نے آ کر اونچ نیچ اور بڑے چھوٹے کا سوال ہی ختم کر دیا۔ اور سب کو اخوت اسلامی کے ایک سلسلہ میں منسلک کر دیا۔ یہاں تک کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسے خلیفہ حضرت بلالؓ حبشی کی نسبت فرماتے ہیں۔ کہ ہمارے سید۔ اسلام نے غلاموں تک کو دین و دنیا کی سیادت و قیادت پر مساوات کی بدولت متمکن فرما دیا۔ اور دنیا کو دکھا دیا کہ ہاں صرف اسلام ہی مساوات کا داعی اور قومی خاندانی مفاخر کو مٹا دینے والا اور صلح و امن کا ایک سچا دین ہے۔ حضرت ملا جامی نے فرمایا ہے

بندۂ عشق شدی ترک نسب کن جامی
کاندریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

ایضاً

ملّتِ بیضا ہے قوموں کی مساوی تھی تمیز
تھے بلال و بوذر و سلمان برابر محترم

ایک ہی رنگ میں اخوت کے تعصب رنگے ہوئے
اسود و احمر جو تھے اسلام کے زیرِ علم

حکیم الامت علامہ اقبال مرحوم فرماتے ہیں ؎

ہوس نے کر دیا ہے ٹکڑے ٹکڑے نوعِ انساں کو
اخوت کا بیاں ہو جا محبت کی زباں ہو جا

یہ ہندی وہ خراسانی یہ افغانی، وہ تورانی
تو اے شرمندۂ ساحل اچھل کر بیکراں ہو جا

اللہ عزوجل فرماتا ہے " یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآىٕلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ "

اے لوگو! ہم نے تم سب کو ایک ہی مرد و عورت سے پیدا کیا ہے اور تمہاری قومیں اور قبیلے بنا دیئے۔ تاکہ تم آپس میں ایکدوسرے کو پہچانو۔ اللہ کے نزدیک تم سب میں زیادہ بزرگ وہ ہے جو سب سے زیادہ ڈرنے والا ہے۔

امام ترمذی و ابوداؤد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لوگ اپنے باپوں پر فخر کرنا چھوڑ دیں ہاں اُن باپوں پر جو مر کر دوزخ کے کوئلے بن گئے ہیں۔ ورنہ خدا کے نزدیک نجاست کے اس کیڑے سے زیادہ ذلیل ہونگے جو نجاست کو اپنی ناک سے دھکیلتا ہے خداوند تعالیٰ نے تم سے جاہلیت کی نخوت اور باپوں پر فخر کرنے کی علت کو خارج کر دیا ہے۔ اب یا تو متقی مومن ہے یا فاجر بدبخت و بدکار ہو ناذات کا سبب ہے تمام آدمی آدم کی اولاد ہے اور آدم کو مٹی سے پیدا کیا گیا ہے۔ مسند احمد میں ہے

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوذر رضی سے فرمایا۔ خیال رکھ کہ تو کسی سرخ و سیاہ سے کوئی فضیلت نہیں رکھتا ہاں تقویٰ میں بڑھ جا تو فضیلت والا ہے۔

اسی تعلیم کا اثر و نتیجہ تھا۔ کہ صحابہ کرام آپس میں مساویانہ برتاؤ کرتے تھے۔ ادب المفرد میں ہے کہ ایک بار حضرت صفوان بن امیہ ایک خوان بھر کر کھانا لائے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے رکھ دیا۔ انہوں نے مسکینوں اور غلاموں کو اور سب کو اپنے ساتھ کھانا کھلایا۔ اس کے بعد فرمایا۔ خدا اُن لوگوں پر لعنت کرے۔ جن کو غریبوں اور غلاموں کے ساتھ کھانا کھانے میں عار آتا ہے۔ اور وہ اُن سے بہتر سمجھتے ہیں (تذکرۃ الصالحین میں ہے۔ کہ ایک دن حضرت بلال رضی اور ابوسفیان حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مکان پر گئے۔ اور اپنے آنے کی اطلاع دی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اوّل حضرت بلال رضی کو بلایا۔ اور ان سے بات چیت کی پھر حضرت ابوسفیان رضی کو بلایا۔ یہ تقدیم و تاخیر ان کو ناگوار گزری۔ اور کہا اے عمر رضی! یہ کیا انصاف ہے کہ ایک غلام کو تو تم نے پہلے بلایا۔ اور مجھے، کہ میں ایک رئیس ہوں بعد میں بلایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس بات کو سُن کر خشم آلود ہوئے اور کہا۔ اے ابوسفیان ابھی تک تمہارے دماغ میں زمانہ جاہلیت کا غرور باقی ہے۔ تم اس بات کو پیش نظر نہیں رکھتے کہ اسلام نے تم سب کو بلایا۔ بلال رضی فوراً آگے بڑھے اور تم پیچھے رہ گئے۔ دیکھو اسلام کی نظر میں بلند و پست اور ادنیٰ و اعلیٰ سب برابر ہیں)۔

ہوس منصود فطرت ہے یہی رمز مسلمانی ٭ اخوّت کی جہانگیری محبّت کی فراوانی
بتان رنگ و خوں کو توڑ کر ملّت میں گم ہو جا ٭ نہ تورانی رہے باقی نہ ایرانی نہ افغانی
(علامہ اقبال)

ادارہ تحائف اسلامیہ مکتبہ حفیظیہ گنہ فیکٹری راہوالی ضلع گوجرانوالہ کی تصنیفات

تحفۂ اخلاق

حصّہ دوم

تحفۂ اخلاق کے حصّہ دوم میں ہم نے اُن مذموم اور قبیح یعنی (خار زار دوزخ) عادات وخصائل کا بیان کیا ہے، جنکے کرنے سے انسان کا دل سیاہ ہو جاتا ہے، نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں اور بارگاہِ الٰہی سے دُور ہو کر مستحق نار ہو جاتا ہے جو مندرجہ ذیل مضامین پر مشتمل ہے

(۱) بداخلاقی (۲) ترشروئی (۳) سخت کلامی (۴) بدزبانی (۵) گالی دینا (۶) لعنت کرنا (۷) فضول گوئی (۸) لایعنی کلام (۹) کثرتِ کلام (۱۰) جھوٹ (۱۱) جھوٹی گواہی (۱۲) جھوٹی قسم (۱۳) وعدہ خلافی (۱۴) غیبت (۱۵) بہتان (۱۶) تہمت (۱۷) چغلی (۱۸) دورخی (۱۹) مذاق (۲۰) ہنسی (۲۱) خوشامد و مدح سرائی (۲۲) سختی (۲۳) سخت دلی (۲۴) ظلم (۲۵) بے رحمی (۲۶) غصّہ (۲۷) بغض و کینہ (۲۸) عداوت و دشمنی (۲۹) حسد (۳۰) تکبر (۳۱) بخل (۳۲) حرص (۳۳) طمع (۳۴) خیانت (۳۵) بے حیائی (۳۶) پردہ دری (۳۷) بدگمانی (۳۸) ایذا رسانی (۳۹) بے صبری (۴۰) ناشکری (۴۱) فخر (۴۲) شہرت (۴۳) ریاء (۴۴) احسان جتلانا (۴۵) جلد بازی (۴۶) بدلہ لینا (۴۷) فساد ڈلوانا (۴۸) بے اعتدالی (۴۹) خود غرضی (۵۰) عجب۔

فضائل القرآن (مسمّی بہ) تحفۃ الرحمان (حصہ اوّل)

یہ کتاب قرآن مجید کے فضائل میں لکھی گئی ہے۔ اور اس میں قرآن مجید کے فضائل قرآن مجید ہی سے بیان ہوئے ہیں۔ تفسیر ابن جریر۔ ابن کثیر۔ ابن عباس۔ خازن، کشاف معالم التنزیل، اسرار التاویل۔ مدارک۔ التنزیل۔ اتقان۔ مظہری، جامع البیان۔ فتح المنان۔ موضح القرآن وغیرہ معتمد۔ تفاسیر اور کتب احادیث سے یہ کتاب اخذ کی گئی ہے قرآن مجید کی چار سو تینتالیس آیات سے قرآن کے فضائل بیان کئے ہیں۔ بڑی ضخیم کتاب ہے۔ یہ کتاب تشنۂ اشاعت ہے۔

فضائل القرآن (مسمّی بہ) تحفۃ الرحمان (حصہ دوم)

اس کتاب میں قرآن مجید کے فضائل احادیث نبویہ سے بیان ہوئے ہیں پہلے حدیث کا متن، پھر ترجمہ، پھر تشریح ہے۔ کتاب کئی ابواب پر مشتمل ہے۔ اور ہر باب میں کئی فصلیں ہیں۔ یہ کتاب عنقریب چھپنے والی ہے۔ بہت ہی دلچسپ کتاب ہے ہر مسلمان کو اس کا پڑھنا بہت ہی ضروری ہے۔ ضخیم کتاب ہے۔

فضائل القرآن (مسمّی بہ) تحفۃ الرحمان (حصہ سوم)

اس کتاب میں قرآن مجید کی سورتوں اور آیتوں کے فضائل اور خواص کا بیان ہے۔ تمام سورتوں اور بیشمار آیات قرآنی کے فضائل وخصائص اور فوائد وخواص اور برکات واثرات کا مفصل بیان وتشریح ہے جن میں اسم اعظم کا بیان بھی ہوا ہے۔ ہر مشکل ہر دشواری کا حل بھی دیا ہے۔ ہر مرض، ہر بیماری، ہر درد، ہر تکلیف کا علاج بھی قرآنی سورتوں اور آیات سے بتلایا گیا ہے۔

دربارِ رسالت کے چالیس نادر تحفے

اس کتاب میں چالیس احادیث ہیں پہلے اصل حدیث عربی زبان میں لکھی گئی ہے، پھر اس کا اردو زبان میں سلیس ترجمہ ہے۔ پھر ہر حدیث کا منظوم ترجمہ، پہلے فارسی، پھر اردو میں ہے پہلا منظوم ترجمہ مولانا عبدالرحمان صاحب جامی کا ہے۔ اور دوسرا ترجمہ مولانا ظفر علی خاں صاحب مرحوم کا ہے۔ پھر ہر حدیث کی تشریح۔ بیشمار احادیث و بزرگانِ دین کے اقوال و اشعار سے کی گئی ہے، درحقیقت کتاب کیا ہے۔ بیش بہا موتیوں کا ہار ہے۔ کتاب مندرجہ ذیل چالیس ابواب پر مشتمل ہے:۔

(۱) ایمان کامل کے چار اہم ستون (۲) مردِ مومن کا ایک عدیم النظیر وصف (۳) مردِ مومن کی کیاست کا ایک خاص نشان (۴) مردِ مومن کی سیرت کا ایک قابل یادگار باب (۵) مردِ مومن کی عالی ظرفی (۶) مسلمان کی دو مخصوص و گراں قدر علامتیں (۷) مسلمان کی ایک فقید المثال خوبی (۸) بہترین انسان کی شناخت (۹) خوش نصیب انسان کی بڑی نشانی (۱۰) اچھی بات (۱۱) اصل تونگری (۱۲) اصل دولت (۱۳) لازوال خزانہ (۱۴) روزی کی فراخی کا راز (۱۵) سعادت مندی کی نشانی۔ (۱۶) بہترین واعظ (۱۷) محبت کی زیادتی کا ذریعہ (۱۸) اصلی پہلوان (۱۹) علم و حکمت سے روک (۲۰) عقل مندی کی نشانی (۲۱) گناہ کی بات (۲۲) ماں کے قدم کے نیچے جنت کا باغ (۲۳) اللہ کا ناشکرا (۲۴) رحمتِ الٰہی سے محرومی کا سبب (۲۵) حرص کی جوانی (۲۶) دل کا مُردہ پن (۲۷) دنیا کی ملعونیت (۲۸)

سونے چاندی کا بندہ (۲۹) ایک قرض (۳۰) ایک امانت (۳۱) مجلس کی باتیں، (۳۲) رزق سے محرومی کا باعث (۳۳) ایک بڑی آفت (۳۴) دین کا عیب (۳۵) زبان کی تباہی (۳۶) بدنظری کی خرابی (۳۷) مرجوخیر انسان کی علامت (۳۸) دوستی بڑھانے کا کام (۳۹) اللہ کا پیارا (۴۰) مال کی زیادتی کا حل۔

فرمانِ رسولؐ،

اس کتاب میں اسلام کے پانچ ارکان یعنی کلمہ طیبہ، نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج کے فضائل کا بیان ہے۔ ایک ہزار آٹھ سو چون ۱۸۵۴ احادیث کا مجموعہ ہے۔ نصف صفحہ پر متن حدیث ہے اور سامنے ترجمہ دیا ہے۔

مفتاح القرآن فی لغات القرآن

اس کتاب میں قرآن مجید کے تمام الفاظ کا ترجمہ اور تشریح ہے۔ تیرہ ہزار الفاظ کی لغت ہے۔ سب الفاظ کی صرفی، نحوی اور لغوی تحقیق کی گئی ہے۔ کتاب کے اٹھائیس باب ہیں۔ اور ہر باب میں اٹھائیس اٹھائیس فصلیں ہیں۔ فہرست لغت جدا ہے۔ اور فہرست مضامین جدا۔ درحقیقت قرآنی معلومات کا ایک بہت بڑا ذخیرہ ہے۔ قرآن مجید میں جن جن مقامات کا تذکرہ آیا ہے۔ ان کا ایک نقشہ بھی دیا ہے جس سے آسانی کے ساتھ ہر مقام کا پتہ چلتا ہے۔ یہ کتاب ۱۳۴۳ھ میں لکھی گئی ہے۔ اور پشتو زبان میں ہے۔ اردو زبان میں بھی اس کا مسودہ تیار پڑا ہے۔ اس لغت کے دیکھنے سے قرآن مجید

کے معانی آسانی کے ساتھ سمجھ میں آتے ہیں۔ کتاب کیا ہے قرآن کا ایک مترجم و مفسر ہے۔

تحفۂ جنّت

یہ کتاب حقیقت میں جنّت کا تحفہ ہے۔ اس کتاب میں اُن اعمال کا بیان ہوا ہے۔ جن کے کرنے سے انسان جنّت کے تاج و تخت کا مالک بن جاتا ہے۔ ترقی کے انتہائی مدارج پر پہنچ کر انسان کو دولتِ جاودانی نصیب ہو جاتی ہے۔ اس کتاب میں صرف ان احادیث کو کتباً احادیث جمع کیا گیا ہے جنمیں دخول جنّت کی خوشخبریاں اور بشارت دی گئی ہے۔ یہ کتاب جنّت کا صحیح رہنما و رہبر اور جنّت کا سیدھا راستہ و سٹرک اور جنّت کی راہداری و پروانہ ہے۔ اس کتاب پر عمل کرنے سے انسان جنّتی بنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس پر پوری طرح عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فضائلِ نماز

نماز کو جو اہمیت اسلام میں حاصل ہے ہر واقف مسلمان اس کو جانتا ہے، نماز دین کا ستون اور ایمان کی سب سے بڑی علامت ہے، نماز ارکانِ اسلام میں سے اہم رکن ہے اس کتاب میں نماز کے فضائل کا بہت مفصّل بیان ہوا ہے، نماز کا ترجمہ۔ نماز کی ترکیب۔ فرض، واجب، سنّت، نفل سب نمازوں کا علیحدہ علیحدہ بیان ہے۔ فضائل کے علاوہ بعض ضروری مسائل اور وضو غسل اور نماز سے پہلے اور نماز کے اندر اور نماز کے بعد جنتی دعائیں ماثورہ

ں، اُن کو بھی بیان کیا ہے۔ اور سب کا ترجمہ بھی دیا ہے۔ تاکہ پڑھنے والوں کو
سانی ہو۔

جنّت کی بشارت

اس کتاب میں صرف چار باتوں کی تشریح و توضیح کی گئی ہے۔
اوّل۔ ایمان۔ دوم۔ توحید۔ سوم۔ لا الٰہ الا اللہ۔ چہارم۔ لا الٰہ الا اللہ
مد رسول اللہ۔ ہر ایک کا جُدا جُدا مفصّل بیان ہوا ہے۔ اور ساتھ ہی بیشمار
حادیث کا صرف ترجمہ پیش کیا گیا ہے۔ سُرخی میں چار احادیث معہ متن عربی و حوالہ
تاب و راوی حدیث درج ہیں۔

فضائل رمضان

اس کتاب میں رمضان شریف اور روزہ کے فضائل کا بیان ہے۔
(۱) رمضان شریف کسے کہتے ہیں (۲) رمضان کی وجہ تسمیہ (۳) رمضان
ے نکات (۴) رمضان کی فضیلت و بزرگی (۵) نزول قرآن (۶) رمضان کے
فضائل (۷) رمضان المبارک کی آمد کا خطبۂ نبوی (۸) رمضان کی برکتیں
خصائص (۹) روزہ کا بیان (۱۰) روزہ کی تاریخ (۱۱) مسلمانوں پر روزہ کی ابتدا
(۱۲) فرضیت صوم رمضان (۱۳) روزہ کے تدریجی احکام (۱۴) روزہ کی تعریف
(۱۵) روزہ کے اقسام (۱۶) روزہ کے آداب (۱۷) روزہ کی شرعی تقسیم (۱۸)
لحاظ طریق عمل اقسام روزہ (۱۹) روزہ رکھنے کا مقصد (۲۰) اسلامی روزہ کی

خصوصیات (۲۱) روزہ کے فضائل (۲۲) روزہ کے خصائص و برکات (۲۳) روزہ دار کی دعا کا قبول ہونا (۲۴) افطار کے وقت دعا کا قبول ہونا (۲۵) افطار کی دعا (۲۶) رمضان المبارک کا روزہ (۲۷) روزہ فرض ہے (۲۸) صیامِ رمضان کے فضائل (۲۹) صیامِ رمضان کا ارکان اسلام میں سے ایک اہم رکن ہونا (۳۰) دعائے رویت ہلال رمضان (۳۱) سحری کا بیان۔ (۳۲) سحری کے فضائل (۳۳) افطار کا بیان (۳۴) افطار کے فضائل۔ (۳۵) روزہ کے فرائض (۳۶) روزہ کے مستحبات (۳۷) ان باتوں کا بیان جن سے روزہ ٹوٹتا ہے اور نہ مکروہ ہوتا ہے (۳۸) روزہ کے مکروہات (۳۹) روزہ کے مفسدات (۴۰) روزہ کی قضا (۴۱) روزوں کا فدیہ (۴۲) روزوں کا کفارہ (۴۳) روزہ نہ رکھنے کی رخصت (۴۴) قیامِ رمضان (۴۵) قرآن مجید کا بیان (۴۶) قرآن مجید کی فضیلت (۴۷) تراویح میں ختم قرآن (۴۸) نماز تراویح (۴۹) اعتکاف (۵۰) لیلۃ القدر۔

سیرت علیؓ!

یہ کتاب حضرت علیؓ کی سیرت پر لکھی گئی ہے۔ پیدائش سے لیکر وفات تک کے سب حالات مفصل بیان کئے گئے ہیں۔ نیز ان کے فضائل و مناقب اور محاسن و محامد کا پورا بیان اور آخر میں انکے زریں اقوال لکھے گئے ہیں۔ جن کا پڑھنا اور ان سے استفادہ کرنا ہر دین دار مسلمان کے لئے نہایت ضروری ہے۔

قاعدہ یسرنا القرآن (پشتو)

یہ قاعدہ قواعد تجوید کے مطابق لکھا گیا ہے۔ اس میں حروف کی ادائیگی اور تلفظ کے طریقے مثالیں دیکر سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے۔ بہت مفید کتاب ہے۔ آج تک کوئی قاعدہ اس طرح کا نہیں لکھا گیا ہے۔

غریب فنڈ!

رحم حق گر تجھ کو ہے مدِ نظر　　　مہرباں ہو رحم مسکینوں پہ کر

ہم ناظرین تحفۂ اخلاق سے پُر زور الفاظ میں اپیل کرتے ہیں کہ وہ اپنے اپنے شہر اور محلّے میں ایک ایک غریب فنڈ کھولیں۔ اور اس میں یتیم بچوں، بیوہ عورتوں، بیماروں، ناداروں اور مفلوک الحال لوگوں کی اعانت اور امداد کے لئے رقم جمع کریں۔ اور حسب موقع ضرورت ان ہی پر خرچ کر کے ثواب دارین حاصل کریں۔ اور عند اللہ ماجور ہوں۔ اس کی فضیلت و ثواب معلوم کرنے کیلئے ہماری کتاب تحفۂ اخلاق میں باہمی ہمدردی، حاجت روائی، نفع رسانی، غربا پروری، پرورش یتامیٰ بیان ملاحظہ فرمائیں۔ یہ کتاب ان اخلاق کو اپنے آپ میں پیدا کرنے کی خاطر لکھی گئی ہے۔

دعا گو و دعا جو　　　احقر محمد عبد الحفیظ عفی عنہ

مدرسہ تعلیم القرآن شیدو

• ہم نے اپنے گاؤں موضع شیدو تحصیل نوشہرہ ضلع پشاور میں توکلاً علی اللہ ایک دینی مدرسہ کھولا ہے۔ جو مدرسہ تعلیم القرآن کے نام سے موسوم ہے۔ جس میں قوم کے بچے ناظرہ قرآن مجید پڑھتے ہیں اور بچوں کو دینی تعلیم بھی دلائیں۔ چونکہ مدرسہ کی مالی حالت کمزور ہے اس لئے ناظرین تحفہ اخلاق سے بالخصوص اور دیگر تمام ذی استطاعت حضرات سے بالعموم التدعا ہے کہ وہ ہر ممکن ذریعہ سے مدرسہ کی اعانت فرما کر ثواب دارین کے مستحق ہوں۔ زکوٰۃ۔ صدقہ خیرات۔ چرم قربانی، ہدیہ انعام وغیرہ سے مدرسہ کی نصرت فرمائیں، آپ کی اعانت و نصرت کا سب سے زیادہ مستحق یہی مدرسہ ہے جو کہ ترقی دین اور قوم کی ترقی اور موجب رضائے الٰہی ہے مقامی حضرات مہتمم مدرسہ تعلیم القرآن شیدو کے نام پر بذریعہ منی آرڈر رقم ارسال فرمائیں۔ ان کو بذریعہ ڈاک رسید مل جائے گی۔

اَلدَّاعِی اِلَی الْخَیْرِ۔ احقر محمد عبد الحفیظ بانی مدرسہ تعلیم القرآن شیدو
مسجد منجن خیل۔ ڈاکخانہ شیدو تحصیل نوشہرہ ضلع پشاور

حال
خطیب جامع مسجد۔ گتہ فیکٹری راہوالی ضلع گوجرانوالہ

تکمیل کتاب ہٰذا ۲۵ جون ۱۹۶۳ء مطابق ۱۲ محرم الحرام ۱۳۸۳ھ دوشنبہ ۱۰ بجے صبح

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ

اور بے شک آپ اخلاقِ (حسنہ) کے اعلیٰ پیمانہ پر ہیں،

غلط کہتے ہیں پھیلا دینِ احمدؐ تیغ و خنجر سے　　ہوا مقبول عام اسلام اخلاقِ پیمبرؐ سے

سلسلہ مطبوعات اسلامی ادارۃ التحالف الاسلامیہ "گتہ فیکٹری راہوالی ضلع گوجرانوالہ"

نمبر ۴

تحفۂ اخلاق

حصہ اول

یعنی گلدستۂ جنت

مؤلفہ:-

احقر العباد محمد عبد الحفیظ عفی عنہ،

ولد

خان احمد خان مرحوم عرف شیخ خان صاحب موضع نقشبند و تحصیل نوشہرہ ضلع پشاور

حال

خطیب جامع مسجد گتہ فیکٹری، راہوالی،

ضلع گوجرانوالہ

یکم مئی ۱۹۶۳ء مطابق ۷ ذی الحجہ ۱۳۸۲ھ بروز چہارشنبہ

(نامی پریس لاہور)